بذل الجوائز

دعا بعد از نمازِ جنازہ

جنازہ کے ساتھ ذکر بالجہر اور حیلہ اسقاط

مکتبہ قادریہ
داتا دربار مارکیٹ نزد مستا ہوٹل، لاہور

Marfat.com

Marfat.com

یا اللہ جل جلالہٗ　　　　یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

واسطہ پیارے کا ایسا ہو کہ جو سُنی مرے
یُوں نہ فرمائیں ترے شاہد کہ وُہ فاجر گیا!

نماز جنازہ کے بعد دُعا مانگنے پر انعامات کی بارش!

:ازافادات:

مُجدّدِ دَورِ حاضر اعلیحضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہٗ العزیز

:مُسمّٰی باسمِ تاریخی:

بَذلُ الجَوائِز عَلَی الدُّعا بَعدَ صَلاۃِ الجَنائِز

۱۳۱۱ھ

تحقیقِ حدیثی پر مُشتمل فتوٰی (ازاعلیحضرت قدس سرہٗ)

غایۃُ الاِحتِیاط فِی جواز حِیلۃِ الاِسقَاط

۱۳۱۹ھ

جنازہ کے ساتھ ذکر بالجہر سے متعلق!

فتوٰی ازاعلیحضرت قدس سرہٗ

۱۹۹۵ء / ۱۴۱۶ھ

مکتبہ قادریہ ۰ لاہور

جامعہ نظامیہ رضویہ لوہاری منڈی

حُبِّ پیغمبرؐ کی دُنیائے جمیل

اعلیٰحضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کی شخصیت اس قدر دلآویز ہے کہ جس پہلو سے انہیں دیکھا جائے اسی اعتبار سے ہدیۂ دل پیش کرنے کو جی چاہتا ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو کم و بیش پچاس علوم میں وہ بیمثال بصیرت عطا فرمائی تھی کہ آپ کے معاصرین کو ان علوم میں سے بعض میں بھی اس بصیرت کا عشر عشیر حاصل نہ تھا۔ آپ کی ایک ہزار کے لگ بھگ بلند پایہ تصنیفات خصوصاً فتاوٰے رضویہ کی بارہ ضخیم جلدوں کو دیکھ کر آپ کی جلالت علمی، دقت نظری، نکتہ آفرینی، قوت استدلال، قرآن و حدیث اور کتب سلف پر گہری نظر کا اعتراف کرنے پر ہر موافق و مخالف مجبور ہو جاتا ہے آپ کے کمال علمی کا سکہ عرب و عجم کے علماء نے تسلیم کیا آپ نے تمام عمر دین متین کی خدمت میں صرف کر دی تیرہویں صدی کے آخر اور چودھویں صدی کی ابتدا میں آپ کے علم و فضل کا آفتاب نصف النہار کو پہنچ کر پوری تابانی سے چمک رہا تھا پھر اس کی روشنی بڑھتی ہی رہی آپ کی پوری زندگی، اتباع و حُبِّ مصطفےٰ سے عبارت تھی انہی وجوہ کی بنا پر علمائے حق نے آپ کو موجودہ صدی کا مجدد برحق تسلیم کیا۔ صرف تیرہ سال دس ماہ کی عمر میں فتوےٰ نویسی درس و تدریس اور تصنیف و تالیف کا کام شروع کر دیا اور آخر عمر تک اسے سرانجام دیا۔ حق گوئی اور بے باکی آپ کا شیوہ تھا۔ دُوسری دفعہ حج بیت اللہ کو گئے تو وہاں حکومت کی جانب سے متعین خطیب نے خطبہ میں پڑھا وارض عن اعمام نبیک الاطائب حمزۃ والعباس وابی طالب (اے اللہ تو اپنے نبی کے پاکیزہ چچوں حمزہ، عباس اور ابی طالب سے راضی ہو یعنی ابوطالب کا بھی ذکر تھا) یہ ایک بدعت واضح طور پر جانب حکومت سے تھی اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے سنتے ہی بلند آواز سے کہا اللھم ھذا منکر (اے اللہ یہ ناپسند بات ہے) حدیث شریف میں ہے کہ کوئی بُرا کام دیکھو تو ہاتھ سے منع کرو نہ ہو سکے تو زبان سے روکو یہ بھی نہ ہو سکے تو دل سے بُرا جانو۔ اعلیٰحضرت قدس سرہ نے دوسرے حکم پر بخوبی عمل کیا جبکہ وہاں کے علماء میں سے کسی نے

Marfat.com

بھی اس کا نوٹس نہ لیا (ملفوظ شریف حصہ دوم) حبِ مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو گویا آپ کے رگ و پے میں رچی ہوئی تھی ذرا وعظ و نصیحت کی آخری مجلس کی گفتگو کا ایک حصہ ملاحظہ فرمائیں جس سے اللہ و رسول کی شان میں ادنے توہین پاؤ پھر وہ تمہارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو فوراً اس سے جدا ہو جاؤ جسکو بارگاہِ رسالت میں ذرا بھی گستاخ دیکھو پھر وہ تمہارا کیسا ہی بزرگ معظم کیوں نہ ہو اپنے اندر سے اسے دودھ سے مکھی کیطرح نکال کر پھینک دو (وصایا شریف) اسی حبِ صادق کا اثر تھا کہ آپ نے ساری زندگی میں کبھی گستاخ بارگاہِ رسالت کی رعایت نہ کی بلکہ اپنے قلم کی تلوار کو ان کے خلاف پوری قوت سے استعمال کیا تاکہ وہ لوگ مجھے طعن و تشنیع کا نشانہ بنا کر اپنا دل خوش کرلیں اتنی دیر تو میرے آقا و مولا کی شان میں گستاخی نہ کریں گے۔ ہر ذی عقل جانتا ہے کہ ذاتی معاملات میں رواداری یقیناً اچھی چیز ہے لیکن محبوب کے بارے میں توہین و بے ادبی کو دیکھ سن کر خاموش رہنا قانونِ محبت کی رُو سے ایسا جرم ہے جسے کبھی معاف نہیں کیا جا سکتا۔ وہ محبوب بھی کیسا؟ جو نازشِ کائنات ہو۔ انبیاء کا امام ہو اور جس کے نام عرش سے محبت کے سلام و پیام آتے ہوں صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم۔ اعلیٰحضرت کے نزدیک محبوب خدا سرورِ ہر دوسرا، صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غلامی کا دم بھرتے ہوئے کسی جاہ و حشم کے مالک تاجدار کیطرف نگاہ اٹھا کر دیکھنا بھی جائز نہ تھا چنانچہ ایک دفعہ ریاست نانپارہ (ضلع بہرائچ شریف یوپی) کے نواب کی مدح میں شعراء نے قصیدے لکھے کچھ لوگوں نے آپ سے بھی قصیدہ مدحیہ لکھنے کی گذارش کی آپ نے نواب صاحب کی شان میں قصیدہ لکھنے کی بجائے اس ذات ستودہ صفات کی تعریف میں نعت شریف لکھی کہ خود خدا نے بھی جسکی تعریف فرمائی ہے اور آخر میں صاف کہہ دیا ؎

کروں مدح اہلِ دُوَل رضاؔ پڑے اس بلا میں میری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارۂ ناں نہیں

نمازِ جنازہ کے بعد دُعا کے جائز ہونے کے متعلق آپ نے ۱۳۱۱ھ میں ایک رسالہ بذل الجوائز علی الدعاء بعد صلاۃ الجنائز (نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنے پر انعامات کی بارش) صرف ایک دن میں تحریر فرمایا اس میں اس مسئلے کی فقہی تحقیق ہے اسی سال آپ نے ایک اور فتویٰ تحریر فرمایا جس میں حدیثی بحث ہے اس میں آپنے کبیری شرح منیہ سے صاف

Marfat.com

اور صریح حدیث نقل فرمائی ہے جس سے جنازہ کے بعد دعا مانگنا ثابت ہے۔

بحمدہٖ تعالیٰ ہمیں ان دونوں فتووں کو شائع کرنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے عربی سے ناواقف حضرات کی سہولت کے پیش نظر عربی عبارات کا ترجمہ کر دیا گیا ہے اصل عبارت اور ترجمے میں فرق ظاہر کرنے کیلئے ترجمے کے ارد گرد بریکٹ لگا دی گئی ہے۔

۱۹۶۹ء میں "حیلۂ اسقاط" کا اشتہار دار العلوم اسلامیہ رحمانیہ کی طرف سے شائع ہوا تھا اسے بھی اضافے کے ساتھ آخر میں شامل کر دیا گیا ہے اور اس کا نام "غایۃ الاحتیاط فی جواز حیلۃ الاسقاط" (حیلۂ اسقاط کے جواز میں انتہائی احتیاط) رکھا گیا ہے اور سب سے آخر میں جنازہ کے ساتھ بلند آواز سے ذکر کرنے کے سلسلہ میں اعلیٰحضرت قدس سرہ کے مختلف فتووں کا خلاصہ درج کر دیا گیا ہے۔ گویا کہ پیش نظر کتاب چار رسالوں کا مجموعہ ہے اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے اور دین متین کی مزید خدمت کی توفیق عطا فرمائے اور خاتمہ بالخیر فرمائے

اعلیٰحضرت کی ولادت باسعادت دس شوال ۱۲۷۲ھ بروز شنبہ، بریلی شریف محلہ جسولی میں ہوئی آپ عمر بھر حب مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا شراب طہور پلا کر ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ جمعہ مبارک کے دن ادھر مؤذن نے "حی علے الفلاح" کہا ادھر آپ کے چہرۂ انور پر نور کا ایک شعلہ لپکا اور آپ فوز و فلاح کے عطا کرنے والے رب کریم کے دربار میں حاضر ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ط

محمد عبد الحکیم شرف قادری

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

استفتاء از کانپور

بشرف ملاحظہ جامع المعقول والمنقول واقف الفروع والاصول حضرت مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب مدظلہ العالی پس از تسلیم معروض براہِ کرم اس کا جواب جلد مرحمت فرمائیے گا والتسلیم محمد عبد الوہاب از کانپور مدرسہ فیض عام کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ان دنوں جو بلاد دکن وغیرہ میں یہ امر مروج ہے کہ بعد سلام نماز جنازہ قبل تفرق صفوف یعنی امام ومقتدی دونوں روبقبلہ اسی ہیئات معلومہ صلاۃ جنازہ پر قائم رہتے ہیں اور میت کے حق میں چند دعائیں وسورۂ فاتحہ وغیرہ پڑھکر بخشتے ہیں آیا یہ امر شرعاً جائز ہے یا نہیں امید کہ اس کا شافی جواب بحوالۂ عبارات کتب معتبرۂ مذہب حنفیہ مرحمت ہو۔ بینوا توجروا

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ مجیب الدعوات وافضل الصلوۃ واکمل التحیات علی ملاذ الاحیاء ومعاذ الاموات خالص الخیر ومحض البرکات فی الحیاۃ الاولیٰ والحیاۃ العلیٰ بعد الممات وعلیٰ اٰلہ وصحبہ کریمی الصفات مابعد ماض وترب اٰت اٰمین اواخر ماہ فاخر حضرت مفیض المفاخر شہر ربیع الآخر ۱۳۱۱ھ میں اس مسئلہ کے متعلق ایک سوال بعض اہل علم وسنت نے بمبئے سے بھیجا جس کا اجمالی جواب قدرے تحقیق حدیثی پر مشتمل دیا گیا اب کہ ۱۲ ر رجب مرجب ۱۳۱۱ھ کو یہ سوال کانپور مدرسۂ فیض عام سے آیا اس میں صورت نازلہ شکل مسئلہ بمبئے سے جدا ہے وہاں یہ تھا کہ بعد نماز جنازہ کے صفوف توڑکر یہ دعا اللّٰھم لا تحرمنا اجرہ ولا تفتنا بعدہ واغفر لنا ولہ یا مثل اس کے کی جاتی ہے۔ یہاں یوں ہے کہ قبل تفرقہ صفوف روبقبلہ اسی ہیئات معلومہ پر قائم رہتے ہیں الخ ادائے حق افتا کو بس تھا کہ اس صورت خاصہ کا حکم لکھتا مگر ممکن کہ فتوے نظر گاہ عامہ تک پہنچے اور فقیر کو تجربہ ہے کہ بہت عوام تمایز صور سے غفلت کرتے اور بعض ناظرین قصداً بھی انہیں غلطی میں ڈالتے ہیں لہذا ایسی جگہ ہمیشہ پوری بات کا ذکر کرنا مناسب کہ من لم یعرف اھل زمانہ فھو جاھل (جو شخص اپنے

Marfat.com

زمانے والوں کے حالات سے بے خبر ہو وُہ جاہل ہے) وہاں تحقیق حدیثی تھی یہاں بعونہٖ عزوجل ایک مقدمہ تمہید کرکے تنقیح فقہی سے کام لیجئے کہ باوصف تکرر تکرار بھی نہ ہو اور ایضاح مرام و ازاحت اوہام بھی بحمد اللہ تعالیٰ نہایت کو پہنچے فاقول وباللہ التوفیق وبہ الوصول الی ذری التحقیق (میں کہتا ہوں اور اللہ ہی سے توفیق ہے اُسی کی عنایت سے بلندی تحقیق تک پہنچا جاسکتا ہے) سلفاً و خلفاً ائمہ اہلسنت وجماعت رضی اللہ تعالیٰ عنہم وعنا بہم کا اجماع ہے کہ اموات مسلمین کے لئے دُعا محبوب اور شرعاً مطلوب نصوص شرعیہ آیۃً وحدیثاً در بارۂ دُعا ارسال مطلق و اطلاق مرسل پر وارد جن میں کسی زمانہ کی تقیید وتحدید نہیں کہ فلاں وقت تو مستحب ومشروع ہے اور فلاں وقت ناجائز وممنوع چند حدیثیں فتوائے اولیٰ میں گذریں یہاں بعض احادیث تازہ ذکر کروں کہ فیض وعطائے حضرت رسالت علیہ افضل الصلاۃ والتحیۃ محدود نہیں۔ **حدیث ۱** حضور پر نور سید العالمین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اکثروا الدعا دُعا بکثرت کرو الحاکم فی المستدرک عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما وصححہ ورمز الامام السیوطی لصحتہ (امام حاکم نے مستدرک میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی اور امام سیوطی نے اس کی صحت کیطرف اشارہ کیا) **حدیث ۲** فرماتے ہیں صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا سأل احدکم فلیکثر فانما یسأل ربہ جب تم میں کوئی شخص دعا مانگے تو کثرت کرے کہ اپنے رب سے ہی سوال کر رہا ہے ابن حبان فی صحیحہ والطبرانی فی الاوسط عن ام المؤمنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بسند صحیح (ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور طبرانی نے اوسط میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سند صحیح کے ساتھ روایت کی) **اقول** یہ حدیث سوال ومسئول دونوں میں تکثیر کی طرف ارشاد فرماتی ہے مسئول میں یوں کہ بہت کچھ مانگے بڑی چیز مانگے کہ آخر رب قدیر سے سوال کرتا ہے اور سوال میں یوں کہ بار بار مانگے بکثرت مانگے کہ آخر کریم سے مانگ رہا ہے وُہ تکثیر سوال سے خوش ہوتا ہے بخلاف ابن آدم کے کہ بار بار مانگنے سے جھنجھلا جاتا ہے۔ فللہ الحمد وحدہٗ **حدیث ۳** کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اکثر من الدعآء فان الدعآء یرد القضآء المبرم دُعا بکثرت مانگ کہ دُعا قضائے مبرم کو ٹال دیتی ہے ابو الشیخ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ابو الشیخ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی)۔ **اقول** اس معنے کی تحقیق کہ یہاں

قضائے مبرم سے کیا مراد ہے فقیر نے اپنے رسالہ ذیل المدعیٰ لاحسن الدعاء میں
ذکر کی **حدیث ۴** کہ فرماتے ہیں صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لقد بارک اللہ لرجل فی حاجۃ اکثر
الدعاء فیہا الحدیث بے شک اللہ تعالیٰ نے برکت رکھی آدمی کی اس حاجت میں جس میں وہ دعا
کی کثرت کرے ۔ البیہقی فی الشعب والخطیب فی التاریخ عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (امام
بیہقی نے شعب میں اور خطیب نے تاریخ میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی) **حدیث ۵**
حضرت دعا سے گھبرا کر دعا چھوڑ دینے والے کو فرمایا ایسے کی دعا قبول نہیں ہوتی فرماتے
ہیں صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا یزال یستجاب للعبد مالم یدع باثم او قطیعۃ رحم مالم یستعجل
یقول قد دعوت وقد دعوت فلم ار یستجیب لی فیستحسر عند ذلک ویدع الدعاء مسلم
عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ واصل الحدیث عند الشیخین وابی داؤد والترمذی
وابن ماجہ جمیعًا عنہ وفی الباب وغیرہ (آدمی اگر گناہ یا رشتہ داروں سے قطع تعلقی
کی دعا نہ مانگے تو اس کی دعا قبول ہوتی رہتی ہے بشرطیکہ جلدی میں آکر یوں نہ کہے کہ میں نے ایک
دفعہ دعا کی دوسری دفعہ دعا کی مگر مجھے تو قبول ہوتی ہوئی نظر نہیں آتی اور نہ ہی افسوس کرتے
ہوئے دعا کو ترک کرے اس حدیث کو امام مسلم نے حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت،
کیا۔ اصل حدیث کو امام بخاری ، مسلم ۔ ابوداؤد ۔ ترمذی اور ابن ماجہ سب نے حضرت ابوہریرۃ سے
روایت کیا۔) **حدیث ۶** حدیث حسن میں تصریحًا ارشاد فرماتے ہیں صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اطلبوا الخیر
دھرکم کلہ وتعرضوا لنفحات رحمۃ اللہ فان للہ نفحات من رحمتہ
یصیب بہا من یشاء من عبادہ ہر وقت ہر گھڑی عمر بھر خیر مانگے جاؤ اور تجلیات رحمت الٰہی
کی تلاش رکھو کہ اللہ عزوجل کے لیے اس کی رحمت کی کچھ تجلیاں ہیں کہ اپنے بندوں میں جسے چاہتا
ہے پہنچاتا ہے ابوبکر بن ابی الدنیا فی الفرج بعد الشدۃ والامام الاجل العارف باللہ سیدی
محمد ن الترمذی فی نوادر الاصول والبیہقی فی شعب الایمان وابونعیم فی حلیۃ الاولیاء
عن انس بن مالک وفی الشعب عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما وتقدم نحوہ للطبرانی
فی المعجم الکبیر عن محمد بن مسلمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی الفتوی الاولی قال العامری
حسن صحیح اقول وقولی حسن حسن صحیح لما رأیت من تعدد طرقہ وقد حسن الشیخ

Marfat.com

محمد حجازی الشعرانی حدیث المعجم الکبیر۔ (ابوبکر بن ابی الدنیا نے "الفرج بعد الشدۃ" میں اور امام اجل عارف باللہ سیدی محمد ترمذی نے "نوادر الاصول" میں اور بیہقی نے "شعب الایمان" میں ابونعیم نے "حلیۃ الاولیاء" میں انس ابن مالک سے اور "شعب" میں حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اس حدیث کو روایت کیا طبرانی نے محمد بن مسلمہ سے معجم کبیر میں ایسی ہی حدیث کو روایت کیا جس کا ذکر پہلے فتوٰی میں ہو چکا عامری نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے میں کہتا ہوں کہ اس حدیث کو بلا شبہ حسن کہا جا سکتا ہے۔ کیونکہ اس کی روایت کے طرق متعدد ہیں شیخ محمد حجازی شعرانی نے معجم کبیر کی حدیث کو حسن قرار دیا ہے) یہاں تو بحمد اللہ نہ صرف اطلاق بلکہ صراحۃً تعمیم زمانہ ہے جس میں نماز جنازہ سے قبل و بعد متصل و منفصل سب اوقات قطعاً داخل تو جس وقت دعا کیجئے بلا شبہ عین مامور بہ اور حسن فی حد ذاتہ ہے تو جب تک کسی خاص وقت کی ممانعت شرع مطہر سے ثابت نہ ہو منع و انکار حکم شرع کا رد و ابطال ہے اب وہ عدم نقل خصوص و عدم ورود خاص کا شگوفہ جس سے حضرات منکرین امثال مسائل میں اکثر مغالطہ دیتے ہیں رأساً ہباءً منثوراً ہو گیا کہ جب بتصریح تعمیم امر شرع وارد تو جمیع ازمنہ تحت امر داخل پھر کسی خاص میں عدم ورود کیا معنی یہ استناد اگر ہو گا تو ایسا ہو گا کہ زید کہے اگرچہ قرآن عظیم میں اقیموا الصلٰوۃ وغیرہا بصیغ عموم وارد مگر خاص میرا نام لے کر حکم کہاں ہے تو مجھ پر فرضیت نماز کا ثبوت نہیں آپ سے ذی ہوش سے کہا جائیگا کہ جب عام نازل تو تو بھی داخل اگر مدعیٔ خروج ہے خروج ثابت کر غرض ایسا مکابرہ تو مقیاس الجنون کے اعلٰی نمبر سے کچھ ہی درجے گھٹا ہو گا ہاں یہ ضرور ہے کہ حسن فی ذاتہ کو کبھی خارج سے کوئی امر مزاحم حسن عارض ہوتا ہے جو کسی خاص مادہ میں اس کا دعوٰی کرے وہ مدعی ہے بار ثبوت اس کے ذمہ ہے پھر ظاہر کہ عارض اپنے عروض ہی تک مزاحم رہے گا۔ زائل ہوتے ہی اصل حسن کا حکم عود کرے گا کما لا یخفٰی علی من لہ ادنٰی نصیب من عقل مصیب اس مقدمہ واضحہ کے بعد ان کلمات فقہا پر نظر ڈالئے جن سے بے مایہ صاحبوں کو دھوکا ہو یا ہوشیار لوگ دانستہ عوام کو مغالطہ دیں **اقول** عامۂ کتب میں یہ عامۂ اقوال ہرگز اطلاق و ارسال پر نہیں کہ بعد نماز جنازہ مطلقاً دعا کو مکروہ لکھتے ہوں اور کیونکر لکھتے کہ خود حضور پر نور سید عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم و صحابہ و ائمہ سلف و خلف کے اقوال و افعال کثیرہ متواترہ اور خود انہیں فقہا کی تصریحات وافرہ و کلمات

متظافرہ خلاصہ یہ کہ نصوص شریعت و اجماع امت اس تعمیم و اطلاق کے رد پر شاہد عدل ہیں۔ معلوم نہیں
متوافقہ ۱۲
حضرات منکرین کے یہاں زیارت قبور نماز جنازہ کے بعد ہوتی ہے یا پیشگی ہو لیتی ہو۔ اگر بعد ہی ہوتی ہے
تو شاید اس وقت دعائے اموات میں جو احادیث و اقوال علما و فقہائے قدیم و حدیث
وارد ہیں اپنے ظہور بیّن کے سبب اظہار سے غنی ہوں تو اطلاق کا تو کوئی محل ہی نہ تھا
ہاں انہوں نے تقیید کی اور کہا ہے سے کی بلفظ قیام یعنی یہ کہا کہ نماز جنازہ کے بعد دعا کے
لئے قیام یا قیام بدعا نہ کرے نہ یہ کہ بعد نماز جنازہ دعا ہی نہ کرے جامع الرموز میں ہے لا یقوم
داعیا لہ (میت کیلئے دعا مانگتے ہوئے قائم نہ ہو) ذخیرہ کبریٰ و محیط و قنیہ میں ہے لا یقوم بالدعاء
بعد صلاۃ الجنازۃ (نماز جنازہ کے بعد قائم ہو کر دعا نہ مانگے) کشف الغطاء میں ہے۔ قائم
نشود بعد از نماز برائے دعا کذا فی اکثر الکتب (اسی طرح اکثر کتب میں ہے) اسی میں منقول
ہے۔ منع در کتب بلفظ قیام واقع شدہ (کتابوں میں ممانعت لفظ قیام کے ساتھ واقع ہوئی ہے)
تو مانع مطلق اگر ان اقوال سے استدلال کرے صریح مخالف سے تمسک و استناد کرے گا
ولکن النجدیۃ قوم یجھلون (لیکن نجدی جاہل قوم ہیں) **ثم اقول** و باللہ التوفیق
اب نظر بلند تدقیق پسند تنقیح مناط میں گرم جولاں ہوگی کہ وہ کیا قیام ہے جس کی قید سے فقہا یہ حکم دے
رہے ہیں آخر نفس[۱] دعا اصلاً صالح ممانعت نہیں نہ وہ خود اس کے نفس پر حکم کرتے ہیں شاید[۲]
کھڑے ہو کر دعا منع ہو یہ غلط ہے قال تعالیٰ یذکرون اللہ قیاما و قعودا و علی جنوبھم
(اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور پہلو کے بل لیٹ کر) وقال اللہ تعالیٰ وانہ لما قام عبد اللہ
یدعوہ کادوا یکونون علیہ لبدا (اور جب اللہ تعالیٰ کا بندہ اس کی عبادت کے لئے کھڑا ہوا تو قریب
تھا کہ جن بہت تعداد میں جمع ہو جاتے) شاید[۳] خاص میت کیلئے استادہ دعا منع ہو یہ بھی غلط خود
حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم سے کھڑے ہو کر میت کیلئے مروی خود فقہا فرماتے ہیں قبر کے پاس کھڑے ہو کر
دعا سنت ہے فتح القدیر میں ہے المعھود منھا ای من السنۃ لیس الا زیارتھا والدعاء
عندھا قائما کما کان یفعل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی الخروج الی البقیع
(مسنون طریقہ یہ ہے کہ قبر کی زیارت کیجائے اور اسکے پاس کھڑے ہو کر دعا کیجائے چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم جب بقیع شریف تشریف لیجاتے تو اسی طرح کرتے) مسلک متقسط میں

کہ نماز جنازہ کے بعد دعا جائز نہیں ۱۲

مخالفت ۱۲

ہے۔ من آداب الزیارۃ ان یسلم ثم یدعو قائما طویلا اھ ملخصاً (آداب زیارت میں سے یہ ہے کہ آدمی قبر والے کو سلام کہے پھر دیر تک کھڑا ہو کر دعا مانگے) شاید یہ ممانعت صرف نماز جنازہ کی حالت میں ہو بعد دفن اجازت ہو یہ بھی غلط ہم نے فتوائے اولیٰ میں حدیث صحیحین بخاری و مسلم ذکر کی کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نعش مبارک امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گرد ہجوم کیا اور چار طرف سے احاطہ کرکے کھڑے ہوئے امیر المؤمنین شہید کیلئے دعائیں کرتے رہے پھر سب سے قطع نظر کیجئے تو اس عارض میں مزاحمت حسن و ایراث قبح کی صلاحیت بھی تو ہو یا نخواہی نخواہی یوہیں مزاحم ہو جائیگا آخر قیام میں کیا خصوصیت ہے کہ اس کا انضمام دعائے میت کو نہ تر مطلوب و مندوب بھی مکروہ و معیوب کردیگا۔ اب نظر نے ان سب احتمالات کو ساقط پاکر اتنا تو جزم کرلیا کہ کوئی معنی خاص مقصود ہے جو مناط و منشاء حکم ہو سکے پھر وہ ہے کیا اس کے لئے اس نے باریک راہ تدقیق نکالی اور معانی قیام و مناہج کلام و دلائل احکام پر نگاہ ڈالی (جو منع کا سبب ہو ۱۲) (کلام کے طریقے ۱۲)۔ معانی قیام دو نظر آئے ایک تو مخالف خفتن و نشستن ہے اور توقف و درنگ کہ مقابل عجلت و شتاب ہے۔ کما بیناہ فی الفتاوی الاولیٰ ومنہ قول القائل ؎

ولا یقوم علی ذل یراد بہ ۔۔۔ الا الاذلان عیر الحی والوتد

فلیس المراد ان حمار النجد عند ارادۃ الذل بہ یقوم ولا یقعد بخلاف غیرہ فانہ یقعد انما اراد ان الحمار النجدی یدوم ویصبر علی الذل اما غیرہ فلا یرضی بہ (اس شعر میں "یقوم" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اس کا معنی یہ نہیں کہ نجدی گدھے کو جب ذلیل کرنے کا ارادہ کیا جائے تو کھڑا رہتا ہے بیٹھتا نہیں دوسرے اس طرح نہیں کرتے اس لئے کہ وہ بھی بیٹھ جاتا ہے بلکہ معنی یہ ہے کہ نجدی گدھا ٹھہرا رہتا ہے اور ذلت پر صبر کرتا ہے دوسرے یوں نہیں کرتے) مناہج کلام بھی دو پائے (کلام کے طریقے ۱۲) کہیں تو بعد صلاۃ الجنائز کی تخصیص ہے کما فی اکثر العبارات المذکورۃ اور کہیں حکم مطلق کما فی عبارۃ القہستانی بلکہ کہیں قبل نماز کی بھی صاف تصریح فی کشف الغطاء و پیش از نماز نیز قیام بدعا ناپسند زیرا چہ دعا میکند بدعائیکہ او فرد اکبر است بودن دعا یعنی نماز جنازہ کذا فی التجنیس (کشف الغطاء میں ہے کہ نماز جنازہ سے پہلے بھی قیام بدعا ناپسند ہے کیونکہ اعلیٰ و اکمل دعا یعنی نماز جنازہ کرنے والا ہے اسی طرح تجنیس میں ہے) حالانکہ پیش از نماز دعا خود احادیث صحیحہ میں حضور اقدس

نماز جنازہ سے پہلے ۱۲

ف قیام کا ایک معنی کھڑا ہونا سونے اور بیٹھنے کے مقابل ہے دوسرا ٹھہرنا اور دیر کرنا جو جلدی کے مقابل ہے جیسے پہلے فتویٰ میں بیان کیا ۱۲

Marfat.com

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت وقد مر بعضہا فی الفتوی الاولیٰ (کچھ حدیثیں پہلے فتویٰ میں گذر چکی ہیں)، دلائل احکام بھی دو ملے کہیں نماز جنازہ میں زیادۃ کا شبہ کما فی المحیط و القنیۃ وغیرہما۔ کہیں یہ کہ ایک بار دعا کر چکا کما نقل عن وجیز الکردری (جیسے وجیز الکردری سے نقل کیا گیا)، یا اس سے افضل دعا کریگا کما عن التجنیس اب جو اصول و فروع شرع پر نظر کرے تو ایک بار دعا ہو چکنے یا آئندہ دعائے افضل کا قصد رکھنے کو منع و انکار دعا میں اصلاً موثر نہ پایا۔ ورنہ ایک بار سے زیادہ دعا جائز نہ ہوتی یا مکروہ ٹھہرتی حالانکہ نصوص متواترہ و اجماع امت سے اس کی تکثیر محبوب یا نماز پنجگانہ کے بعد دعا ممنوع و مکروہ قرار پائے کہ قعدۂ اخیرہ میں دعا کر چکا ہے حالانکہ احادیث میں اس کا حکم اور زمانہ اقدس سے تمام مسلمین کا اس پر عمل بلکہ قعدہ اخیرہ میں بھی دعا مسنون نہ ہوتی کہ فاتحہ میں اس سے افضل واکمل دعا ہو چکی خاص محل سخن میں نظر کیجئے تو خود میت کے لئے بھی قبل از نماز جنازہ و بعد از نماز دونوں وقت دعا فرمانا اور اس کا حکم دینا حضور پر نور سید یوم النشور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت کما اسلفنا فی الفتوی الاولیٰ (جیسے کہ فتویٰ اولیٰ میں ہم نے ذکر کیا) حضور والاصلوٰۃ اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ نے خیال نہ فرمایا کہ ایک بار تو ہم دعا کر چکے ہیں یا افضل واکمل دعا فرمانے والے ہیں معہذا ان وجوہ پر قیام و قعود سب یکساں کیا بیٹھ کر دعا کریگا تو یہ بات نہ رہے گی کہ افضل دعا کر چکا ہے یا کرنے والا ہے تو کیا قید قیام پر لطافر کتب غلط و تغلیط ہے یا یہ دلائل دعویٰ سے بیگانہ۔ ایسی مہمل وجہ پر کلام علما کا حمل جس سے وہ نصوص متواترہ و اجماع امت اور خود اپنی تصریحات کثیرہ اور نیز انتساق کلام و تطابق دلیل و دعویٰ سے صراحۃً دور پڑیں ان کی شان میں کھلی گستاخی اور معاذ اللہ ان کے کلام کو کلام مجانین سے ملحق کر دینا ہے جب نظر صحیح نے بعونہ تعالیٰ سب کانٹے راہ حق سے صاف کر لئے قائد توفیق کے مبارک ہاتھ میں ہاتھ دیکر حکم بالجزم کیا کہ اس قسم کے اقوال میں قیام بمعنی وقوف و درنگ ہی ہے اتنا کہتے ہی بحمد اللہ تعالیٰ سب اعتراض و اشکال دفعۃً اٹھ گئے اور بات میزان شرع و عقل پر پوری جچ گئی نفس الواقع نماز کے علاوہ کسی دعائے طویل کی غرض سے تجہیز جنازہ کو درنگ و تعویق میں ڈالنا شرع مطہر ہرگز پسند نہ فرمائیگی تکثیر دعا بے شک محبوب ہے مگر اس کیلئے تعویق مطلوب نہیں جس طرح جنازہ پر تکثیر جماعت قطعاً مطلوب ہے مگر اس کے لئے تاخیر محبوب نہیں جیسے بعض لوگ میت جمعہ کے دفن و نماز میں تاخیر کرتے ہیں تاکہ بعد میں جماعت عظیم

حواشی: مخالفت کے دلائل ۱۲ — زیادتی ۱۲ — جیسے محیط و قنیہ وغیرہ میں ہے ۱۲ — آخری التحیات ۱۲ — اسکے باوجود ۱۲ — کھڑا ہونا اور بیٹھنا ۱۲ — موافقت ۱۲ — ترتیب ۱۲ — بے دقوفوں کے کلام سے ملانا ۱۲ — رہنما ۱۲ — ٹھہرنا اور دیر کرنا ۱۲ — منطبق ہوگئی ۱۲ — دیر ۱۲ — تاخیر ۱۲ — بروز جمعہ مرنے والے ۱۲

Marfat.com

شریک جماعت جنازہ ہو تنویر الابصار میں ہے۔ کرہ تاخیر صلوٰتہ ودفنہ لیصلی علیہ جمع عظیم بعد
صلوٰۃ الجمعۃ (میت کی نماز جنازہ اور دفن کرنے کو اس غرض سے مؤخر کرنا کہ جمعہ کے بعد بہت سے لوگ
اس کی نماز جنازہ ادا کرینگے مکروہ ہے) غرض شرع مطہر میں تعجیل تجہیز تا کید تمام مطلوب اور بے
ضرورت شرعیہ اس کی تاخیر سے ممانعت اور نماز کے علاوہ دعا شرعاً ضروری و واجب نہیں
جسکے لئے قیام و درنگ پسند کریں شرع میں جتنی دُعا ضروری تھی یعنی نماز جنازہ وہ ہو چکی یا ہونے
والی ہے تو اس کے سوا اور دعائے طویل کے لئے کیوں رکھ چھوڑیں بحمد اللہ یہ معنی ہیں کلام علمائے کے
کہ دعا ہو چکی یا ہونے والی ہے۔ ھکذا ینبغی ان یفہم الکلام واللہ ولی الہدایۃ والانعام (علماء
کی کلام کو اس طرح سمجھنا چاہیئے اللہ تعالےٰ ہی مالک ہدایت وانعام ہے) اور واقعی جو اس معنے
قیام پر کلام فرمائیں ان کا مطلق رکھنا کما فعل الشمس القہستانی (جیسے کہ شمس قہستانی نے کیا)
یا بالتصریح قبل و بعد نماز دونوں وقت کو لے لینا کما صنع الامام البرہان الفرغانی
(جیسے کہ امام برہان فرغانی نے کیا) کچھ بے جا نہ ہوا بلکہ یہی احسن وازین [خوب ۱۲] تھا کہ بایں معنی قیام قبل و
بعد کسی وقت پسندیدہ نہیں اگرچہ اس تقدیر پر عبارات غیر معللہ بشبہ زیادت میں تقیید بعد کا یہ منشا ٹھہرا
سکتے ہیں کہ قبل از نماز عادۃً جنازہ مہیا نہیں ہوتا امور ضروریہ غسل وکفن جاری ہوتے ہیں تو اس وقت
دُعائے طویل میں حرج نہیں کہ تاخیر بغرض دعا نہ ہو گی بخلاف بعد نماز کہ غالباً کوئی حالت منتظرہ لے
چلنے سے مانع نہیں ہوتی اور کلام فقہا اکثر امور غالبہ پر مبنی ہوتا ہے ومع ھذا فالوجہ الاظہر
عدجمیع المقیدات من القسم الآتی فانہ ھو الاتعد الاوفق کما لایخفی (بایں ہمہ ان تمام
مقیدات کو آئندہ قسم سے شمار کرنا بہتر ہے اس لئے کہ یہی بہتر اور مناسب ہے جیسے کہ مخفی نہیں)
یہ اس قسم اقوال پر کلام تھا رہی قسم اول یعنی جن کلمات میں تخصیص بعدیت اور شبہ زیادت سے
تمسک ہے اقول وباللہ التوفیق۔ بدیہیات جلیہ سے ہے کہ یہاں مطلق بعدیت کا ارادہ ہرگز
وجہ صحت نہیں رکھتا کہ استحالات سالفہ کے علاوہ نفس تعلیل ہی اس سے آبی کیا آج نماز ہو چکی
کل استادہ [کھڑے ہوکر ۱۲] دعا کرو تو نماز میں کچھ بڑھا دینے کا [گزشتہ ۱۲] اشتباہ ہوا جرم بعدیت بلا فاصل بیّن [ظاہر ۱۲] مقصود جس
میں نقض صفوف وتفرق رجال [صفوں کو توڑنا اور مردوں کا بکھر جانا ۱۲] بروجہ اولیٰ داخل کہ جب صفیں کھل گئیں لوگ ہٹ گئے تو اس کے
بعد کسی فعل کو نماز میں زیادت سے کیا مشابہت رہی۔ کما بیّناہ فی الفتوی الاولےٰ

Marfat.com

وھو بین بنفسہ عند اولی النھی وان تبتغ زیادۃ فاستمع لما یتلی (جیسے کہ ہم نے پہلے فتوے میں بیان کیا یہ واضح ہے اور اہل عقل پر مخفی نہیں اگر مزید کچھ ضرورت ہے تو سنئے) صحیح مسلم شریف میں ہے سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز جمعہ پڑھی سلام امام ہوتے ہی سنتیں پڑھنے کھڑے ہوگئے امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلاکر فرمایا لاتعد لما فعلت اذا صلیت الجمعۃ فلا تصلھا بالصلوۃ حتی تکلم او تخرج فان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امرنا بذلک ان لا نوصل صلاۃ بصلاۃ حتی نتکلم او نخرج اب ایسا نہ کرنا جب جمعہ پڑھو تو اسے اور نماز سے نہ ملاؤ یہاں تک کہ بات کرو یا اس جگہ سے ہٹ جاؤ کہ ہمیں حضور پُرنور سید المرسلین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ ایک نماز دوسری نماز سے نہ ملائیں یہاں تک کہ کچھ گفتگو کریں یا جگہ سے ہٹ جائیں علماء فرماتے ہیں وصل سے نہی اس لئے ہے کہ ایک نماز دوسری نماز کا تتمہ نہ معلوم ہو جمعہ میں دو رکعت پر زیادت نہ موہوم ہو امام اجل ابوزکریا نووی منہاج، میں فرماتے ہیں افضلہ التحول الی بیتہ والا فموضع اٰخر من المسجد او غیرہ لیکثر مواضع السجود ولتنفصل صورۃ النافلۃ من صورۃ الفریضۃ (بہتر یہ ہے کہ نفل گھر جا کر پڑھے یا مسجد کی کسی دوسری جگہ یا کسی اور جگہ پڑھے تاکہ سجدے کی جگہیں متعدد ہوجائیں نیز نفل اور فرض میں صورۃً فرق بھی ہوجائے) ملّا علی قاری مرقاۃ[شرح مشکوٰۃ ۱۲] میں فرماتے ہیں (اذا صلیت الجمعۃ[مذکورہ بالا حدیث کے تحت ۱۲]) ھی مثال اذ غیرھا کذلک ویؤیدہ ما یاتی من حکمتہ ذلک ذکرہ ابن حجر ویحتمل ان ذکر الجمعۃ للتاکید الزائد فی حقھا لاسیما ویوھم انہ یصلی اربعا وانہ الظھر وھذا فی مجتمع العام سبب للایھام (فلا تصلھا بالصلوۃ حتی تکلم) ای احدا من الناس فان بہ یحصل الفصل لا بالتکلم بذکر اللہ تعالیٰ (او تخرج) ای حقیقۃ او حکما بان تتاخر عن ذلک المکان والمقصود بھما الفصل بین الصلاتین لئلا یوھم الوصل فالامر للاستحباب والنھی للتنزیہ اھ ملخصًا (اذا صلیت الجمعۃ جمعہ کا ذکر بطور مثال ہے اسلئے کہ دوسری نمازوں میں بھی یہی حکم ہے حدیث میں اس کے بعد جو حکمت بیان کیگئی ہے اس سے اس کی تائید ہوتی ہے (یہ ابن حجر کی تقریر ہے) ہوسکتا ہے کہ جمعہ کا ذکر اس لئے کیا گیا ہو کہ اس کے متعلق خاص طور پر تاکید کرنا مقصود ہو کیونکہ جمعہ کے بعد متصل دو سنتیں پڑھنے سے یہ وہم ہوسکتا ہے کہ جمعہ کی چار

[illegible] دو سے زائد ہیں ۱۲

Marfat.com

رکعتیں پڑھی گئی ہیں اور شاید یہ ظہر ہی ہے عام مجمع میں لازماً یہ وہم ہو سکتا ہے (فاو تصلها ٥ بالصلوة حتی تکلو) کسی آدمی سے کلام کئے بغیر جمعہ کے ساتھ کسی نماز کو نہ ملا اس لئے کہ اسی طرح دونوں نمازوں میں فرق ہو سکتا ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے فرق نہیں ہو سکتا (او تخرج) یا تو نکل جائے حقیقۃً (یعنی اس جگہ سے ہی باہر چلا جائے) یا حکماً یعنی اس جگہ سے ہٹ کر دوسری جگہ چلا جائے بہر دو صورۃ مقصد دو نمازوں میں فرق کرنا ہے تاکہ دو نمازیں جمع نہ ہو جائیں لہٰذا امر، استحباب کیلئے اور نہی تنزیہی ہے، یہاں سے صاف ثابت کہ ایسے شبہ کے رفع کو اسی جگہ سے ہٹ جانا بس ہے تو بعد نقض صفوف اس علت کی اصلاً گنجائش نہیں لاجرم معنی یہ ہے کہ نماز جنازہ کے بعد اسی ہیأت پر بدستور صفیں باندھے وہیں کھڑے ہوئے دعا نہ کریں تاکہ زیادت فی الصلاۃ (نماز میں زیادتی ۱۲) سے مشابہت نہ ہو یہ معنی صحیح و سدید بے غبار و فساد ہیں اور عقل سلیم کے نزدیک نفس عبارت دلیل سے بالتعین مستفاد (خاص طور پر حاصل ہیں ۱۲) یہاں سے روشن ہوا کہ اس قسم کے اقوال ہیں قیام بمعنی استادن بے تکلف درست اور وجہ تقیید بھی منکشف ہو گئی اور بعض علماء کا وہ استظہار بھی ظاہر ہو گیا اگر نشستہ دعا کند جائز باشد بلا کراہت فی الواقع بیٹھ جانا بھی نماز جنازہ سے فاصل بین ہو سکتا ہے کہ اسکے بعد شبہہ زیادت نہیں مگر نقض صفوف اس سے بھی اتم و اکمل ہے کما لا یخفیٰ اب بحمد اللہ تعالیٰ تمام کلمات علماء منتظم ہو گئے اور مسئلہ کی صورت وجوہ مع دلائل شمس و امس (سورج ۱۲ کل گزشتہ ۱۲) کیطرح روشن ہو گئیں بحمد اللہ نہ کلمات علماء میں باہم اختلاف ہے نہ اصول و قواعد شرع و عقل سے خلاف ہر ایک اپنے اپنے محل پر درست و بجا ہے اور منکرین زمانہ کی جہالات و سفاہات (جہالتوں اور بے وقوفیوں ۱۲) سے پاک و جدا ھکذا ینبغی التحقیق واللہ تعالیٰ ولی التوفیق (تحقیق اس طرح لائق ہے اور اللہ تعالیٰ ولی توفیق ہے)، اور ایک نہیں صدہا جگہ دیکھئے گا کہ کلمات علمائے کرام بظاہر سخت مضطرب و متخالف (اختلاف ۱۲) معلوم ہوتے ہیں یہاں تک کہ ناواقف یا سہل گذر جانے والا اشد تصادم سے پریشان ہو جائے یا رجماً بالغیب (محض اندازے سے ۱۲) خواہ پیش خویش (اپنے سامنے ۱۲) کوئی وجہ رجحان سمجھ کر بعض کے اختیار و باقی سے اعراض و انکار پر آئے اور جب میزان نقد و تحقیق اسکے ہاتھ میں پہنچے جسے مولیٰ تعالیٰ جل و علا نظر تنقیحی سے بہرۂ وافی (کافی حصہ ۱۲) بخشے وہ ہر کلام کو اسکے ٹھیک محل پر اتارے اور بکھرے موتیوں کو متسق (ترتیب ۱۲) نظام میں گوندھ کر سلک معنی سنوارے جس سے وہی مختلف کلمات خود بخود رنگ ائتلاف (موافقت ۱۲) پائیں اور سب خدشے خدشے (بے بنیاد ۱۲) آفتاب کے حضور (بے وقعت ۱۲) شب دیجور کیطرح کافور ہو جائیں ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم

اگر بیٹھ کر دعا کرے تو بلا کراہت جائز ہے ۱۲

تحقیق کے سورج کے سامنے ۱۲

Marfat.com

رب اوزعنی ان اشکر نعمتك التی انعمت علی وعلیٰ والدی وان اعمل صٰلحا ترضٰہ واصلح لی فی ذریتی انی تبت الیك وانی من المسلمین (یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔ اسکا فضل وکرم بہت ہی عظیم ہے میرے رب مجھے اس نعمت کا شکر کرنیکی توفیق دے جو تونے مجھے اور میرے والد کو دی اور مجھے پسندیدہ کام کرنیکی توفیق عطا فرما مجھے اور میری اولاد کو صلاحیت عطا فرما میں تیرے دربار میں حاضر اور مسلمان ہوں) ہاں باقی رہی امام ابن حامد سے ایک حکایت کہ زاہدی نے قنیہ میں ذکر کی حیث قال عن ابی بکر بن حامد ان الدعاء بعد صلاۃ الجنازۃ مکروہ (زاہدی نے کہا ابوبکر بن حامد سے روایت ہے کہ دعا بعد از نماز جنازہ مکروہ ہے)[ع] یہ تو حضرات منکرین کی بڑی خوشی کی چیز ہے کہ اس میں قید قیام بھی نہیں اقول و باللہ التوفیق یہ تو حضرات منکرین پر بڑی تشنیع کی جگہ ہے کہ اس میں قید قیام بھی نہیں جس نے ہمارا کلام بالا بنظر امعان و انصاف دیکھا ہے اس پر روشن ہے کہ انکار میں جس قدر اطلاق زائد مستدل [قیود کی کمی ۱۲] صاحبوں پر اتنی ہی آفت سخت کیا نماز جنازہ کے بعد مطلقاً [خواہ کسی وقت ہو چاہے بعد از دفن ہو ۱۲] دعا کی کراہت باجماع امت باطل نہیں کیا نصوص قولیہ وفعلیہ حضور معلی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و اقوال تمام ائمہ سلف وخلف اسکے بطلان پر شاہد عادل نہیں کیا یہ اطلاق یوہیں عنان گستہ رہے تو دعائے زیارت قبور اس میں داخل نہیں تو واجب ہوا کہ مطلق لبعدیت [حالانکہ زیارت کے وقت دعا مانگنا سنت ہے ۱۲] مراد نہ ہو بلکہ وہی بعدیت متصلہ بے فاصل بین اب قید قیام خود ہی آگئی کہ یہ بعدیت بے بقائے قیام متصور نہیں۔ کما قررنا۔ تو اس کا مرجع بعینہ انہیں اقوال قسم اول کیطرف اور شبہہ مانعین یکسر برطرف تحقیق نظر فقہی تو بحمداللہ تعالیٰ یہاں تک بر وجہ اتم واجمل مذکور ہوئی مگر مخالف متعسف اس حکایت کے ظاہر لفظ میں بالکل آزادی دیکھ کر اپنے موافق ہی کیا چاہے اور خواہی نخواہی اطلاق و توسیع لبعدیت کی طرف کھینچے تو بہت بہتر بعونہ تعالیٰ ہم سے ایرادات مناظرانہ [یعنی مناظرانہ سات اعتراض حاضر ہیں ۱۲] لے فاقول اولاً لبعدیت[ع] متصلہ ہے یا

ع یعنی امام ابن حامد کے قول کا اگر یہ معنی ہے کہ نماز کے بعد متصل دعا مانگنا ناجائز ہے تو یہ خود منکرین کے لئے نقصان دہ ہے کیونکہ اہلسنت وجماعت جنازہ کے بعد متصل دعا نہیں مانگتے بلکہ صفیں توڑ کر دعا مانگتے ہیں لہٰذا انکار بے سود اور اگر یہ معنی ہو کہ جنازہ کے بعد کسی وقت بھی دعا مانگنا جائز نہیں تو یہ اجماع اور احادیث متواترہ کے خلاف۔ جیسے کہ اس سے قبل تفصیلاً ذکر ہوا۔ اور اگر ان دونوں صورتوں کے درمیان کوئی معنی مراد ہو تو وہ مجمل ہے اس کی تفصیل اور تعیین کون کرے گا۔

Marfat.com

مطلقہ یا بین بین اول مخالف کو مضر اور ثانی اجماع و نصوص متواترہ کے خلاف اور ثالث غیر منضبط نہ ایک تقیید دوسری سے اولی بالقبول تو کلام مجمل اور استناد مہمل بہر حال مخالف کو گنجائش تمسک نہیں ثانیاً (بعبارۃ اخریٰ) جب[1] نہ تقیید سے چارہ نہ تسلیم اطلاق کا یارا کہ زیارت قبور کے وقت دعا للاموات مخالف بھی جائز مانتا ہوگا تو اب نظر تعیین تقیید میں رہی قید اتصال کے ظہور و انضباط سے قطع نظر بھی کیجئے تو اقل درجہ احتمال مساوی ہے اور مخالف مستدل و اذ جاء الاحتمال بطل الاستدلال ثالثاً یہ اطلاق[2] کلمات باقین کے مخالف اگر لوجہ اتحاد حکم و حادثہ حمل مطلق علی المقید کیجئے تو یہ بھی اسی طرف راجح و الکلام الکلام ورنہ بسبب مخالفت اکثرین ناقابل قبول فی الدر المختار من باب التعزیر مطلق فیحمل علی المقید لیتفق کلامھم اھ وقبیل فصل فی الحائط المائل یحمل اطلاق الفتاویٰ علی ماوقع مقید الاتحاد الحکم والحادثۃ اھ ونقل نحوہ فی رد المحتار آخر مضاربۃ عن مجموعۃ ملا علی قاری وقال المولی علی القاری فی المسلک المتقسط اطلاقہ ھو لاینافی تقیید الکرمانی اھ قال الشامی ای فیحمل المطلق علی المقید اھ وذکر نحوہ بعد ھذا بقلیل قبیل باب الاحصار وقال قبیل باب التیمم قد صرحوا بان العمل بما علیہ الاکثر اھ وفی باب صلاۃ المریض عن امداد الفتاح للعلامۃ الشرنبلالی القاعدۃ العمل بما علیہ الاکثر اھ واول باب

---

[1] یا بالفاظ دگر یہ دوسرا اعتراض ہے کہ ابن حامد کے قول "نماز جنازہ کے بعد دعا ناجائز ہے" کا یہ معنی تو منکرین بھی نہیں کر سکتے کہ جنازہ کے بعد کسی وقت بھی دُعا جائز نہیں کیونکہ زیارت قبور کے وقت وہ بھی دعا کو جائز مانتے ہوں گے لہٰذا مذکورہ بالا قول میں ضرور کسی قید کا اضافہ کرنا پڑیگا۔ اب دو ہی صورتیں ہیں یا تو یہ معنی لیا جائے کہ جنازہ کے بعد متصل دُعا ناجائز ہے اور اگر صفیں توڑ کر کیجائے تو جائز ہے یہ ظاہر اور معقول ہے یہی ہمارا مدعا ہے یا کوئی اور معنی مراد لیا جائے تاہم اس صورۃ میں مخالف کیلئے یہ قول دلیل نہیں بن سکتا کیونکہ پہلی صورۃ کا بھی احتمال ہے اور احتمال کے ہوتے استدلال درست نہیں ہوتا ۱۲

[2] یعنی ابن حامد کے قول کا اگر یہ معنی لیا جائے کہ جنازہ کے بعد کسی وقت بھی دُعا جائز نہیں تو اکثر علما کے گذشتہ اقوال کے مخالف ہونے کی وجہ سے نامقبول اور اگر یہ دیکھا جائے کہ واقعہ ایک ہے لہٰذا اس قول کا بھی وہی معنی ہے جو دوسرے علماء کی عبارت سے مُراد ہے یعنی جنازہ کے بعد دُعا کیلئے دیر تک ٹھہرنا اور اسی طرح کھڑے ہو کر صفیں توڑے بغیر دعا کرنا ناجائز ہے تو درست ہے اور ہمارے موافق ۱۲

Marfat.com

صلاۃ الخوف لا یعمل به لانه قول البعض اھ وقال العلامۃ البیری فی شرح الاشباہ من قاعدۃ ان الاصل فی الکلام الحقیقۃ لا یجوز لاحد الاخذ به لان المقرر عند المشائخ انه متی اختلف فی مسئلۃ فالعبرۃ بما قاله الاکثر اھ نقله فی العقود الدریۃ اٰخر الباب الاول من الوقف (درمختار باب التعذیر میں ہے کہ مطلق کو مقید پر محمول کیا جائے گا تاکہ علماء کی کلام میں مخالفت نہ رہے اھ فصل فی الحائط المائل سے کچھ پہلے ہے کہ فتاویٰ جس طرح بغیر کسی قید کے واقع ہے اسے مقید پر محمول کیا جائے گا کیونکہ حکم بھی ایک ہے اور واقعہ بھی ایک اھ اسی طرح ردالمحتار میں مجموعہ مُلّا علی قاری سے باب مضاربت کے آخر میں منقول ہے مُلّا علی قاری مسلک متقسط میں فرماتے ہیں کہ علماء کا کسی قید کو ذکر نہ کرنا کرمانی کی تقیید کے مخالف نہیں (یعنی دوسرے علماء کی کلام میں بھی وہ قید معتبر ہے) اھ علامہ شامی نے فرمایا مطلق کو مقید پر محمول کیا جائیگا اھ اس سے کچھ بعد باب الاحصار سے کچھ پہلے بھی اسی طرح ذکر کیا باب التیمم سے کچھ پہلے فرمایا کہ اہل علم نے تصریح کی ہے کہ اکثر کے قول پر عمل کیا جائیگا باب صلوٰۃ المریض میں علامہ شرنبلالی کی تصنیف امداد الفتاح سے نقل کیا کہ قاعدہ یہ ہے کہ اکثر کے قول پر عمل کیا جائیگا باب صلوٰۃ الخوف کی ابتداء میں ایک قول کے متعلق فرمایا اس پر عمل نہیں کیا جائیگا کیونکہ یہ بعض کا قول ہے اھ شرح اشباہ میں علامہ بیری نے فرمایا عند المشائخ ثابت ہے کہ جب کسی مسئلہ میں اختلاف ہو تو اکثر کے قول کا اعتبار کیا جائیگا اھ اسے العقود الدریہ وقف کے باب اول کے آخر میں نقل کیا)

رابعاً اس حکایت کا حاکی زاہدی (بیان کرنے والا ۱۲) اور محکی فیہ (جس کتاب میں یہ قول بیان کیا گیا ۱۲) قنیہ و زاہدی معتمد نہ قنیہ معتبر خصوصاً ایسی حکایت ہیں کہ بمعنی[۱] مفید مخالف اصلاً قواعد شرع سے مطابق نہیں۔ فی ردالمحتار اول الطہارۃ کتاب القنیۃ مشہور بضعف الروایۃ اھ وفی العقود الدریۃ اٰخر الکتاب ذکر ابن وھبان انه لا یلتفت الی ما نقله صاحب القنیۃ یعنی الزاھدی مخالفا للقواعد ما لم یعضد لا نقل من غیرہ ومثله فی النھر ایضاً اھ ونقله ایضا فی الدر عن المصنف عن ابن وھبان وفی صوم الطحطاوی قبل فصل العوارض بنحو ورقۃ القنیۃ لیست من کتب المذھب المعتمدۃ (ردالمحتار کتاب الطہارۃ کی ابتداء میں ہے قنیہ ایسی کتاب ہے جو ضعیف روایات میں مشہور ہے اھ العقود الدریہ کے آخر میں ہے کہ ابن وہبان نے کہا صاحب قنیہ

[۱] معنی کے اعتبار سے جو شریعت کے قواعد کے خلاف ہو ۱۲

یعنی زاہدی کی مخالف قواعد نقل کیطرف توجہ نہیں دی جائیگی جب تک کسی اور کی روایت سے تائید نہ ہو جائے اسی طرح نہر میں بھی ہے اھ دُرّ میں بھی بواسطہ مصنف ابن وہبان سے قنیہ کا ضعف نقل کیا ہے طحطاوی نے کتاب الصوم میں فصل فی العوارض سے تقریباً ایک صفحہ پہلے ذکر کیا کہ قنیہ مذہب کی کتب معتمدہ سے نہیں ہے) خامساً زاہدی اس مسئلہ میں بالخصوص متہم کہ وہ مذہب کا معتزلی ہے اور معتزلہ خذلہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک اموات مسلمین کیلئے دعا محض بیکار کما نص علیہ فی شرح العقائد وشرح الفقہ الاکبر وغیرہما (جیسے کہ شرح عقائد اور شرح فقہ اکبر وغیرہ میں اس کی تصریح موجود ہے) اس کی عادت ہے کہ مسائل اعتزال اپنی کتب میں داخل کرتا ہے کما فعل فی مسئلۃ فی الاشربۃ ومسئلۃ فی الذبائح ومسئلۃ فی الحج وغیر ذلک کما بینہ فی الدر المختار ورد المحتار وغیرہما فی مواضعہ (جیسے کہ اس نے کتاب الاشربہ پینے والی نشہ آور چیزوں کی کتاب) کے ایک مسئلہ ذبائح اور حج کے ایک مسئلہ وغیرہ میں کیا چنانچہ درمختار ورد المحتار وغیرہ میں مناسب مقامات پر اسکی نشاندہی کیگئی ہے) اسکا استاذ الاستاذ زمخشری بھی اسکا خوگر ہے فرق صرف اتنا ہے کہ وہ آپ کچھ بکے مگر نقل میں ثقہ ہے بخلاف زاہدی کہ اسکی نقل پر بھی اعتماد نہیں ان سفہا نے حنفیت کا نام بدنام کر کے فروع میں بعض وہ خفی شرارتیں بھر دیں جن سے اور بعض مصنفین نے بھی دھوکا کھایا اور شدہ شدہ وہ نقول متعدد کتب میں پھیل گئیں جو آج تک نجدیہ و امثالہم کے نزدیک علق نفیس وغنیمت باردہ ہیں اس کا بعض بیان فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے اپنی کتاب "حیات الموات فی بیان سماع الاموات" میں کیا وباللہ التوفیق۔ سادساً وہ بے چارہ خود بھی اس حکایت کو بلفظ عن کہ مشیر غرابت وتمریض ہے نقل کرتا اور آخر میں اسی قول اکثر کی راہ چلتا ہے۔ حیث قال بعد ما مر وقال محمد بن الفضل لاباس بہ ظ ولا یقوم الرجل بالدعاء بعد صلٰوۃ الجنازۃ قال رضی اللہ عنہ لانہ یشبہ الزیادۃ فی صلٰوۃ الجنازۃ اھ فافہم (گذشتہ عبارت کے بعد کہا محمد بن فضل کہتے ہیں بعد از جنازہ دعا میں کچھ حرج نہیں ظ اور آدمی نماز جنازہ کے بعد قیام کر کے دعا نہ مانگے مصنف کہتا ہے کہ یہ نماز جنازہ میں زیادتی کے مشابہ ہے غور کیجئے اس عبارت کا کیا مفاد ہے) سابعاً سب جانے دو تو غایت درجہ یہ بھی بعض مشائخ سے ایک حکایت ہی اب ترجیح مطلوب ہوگی کتب فقہ میں فتویٰ جانب جواز ہے

بعد از جنازہ دعا مانگنے کے جواز پر ۱۲

Marfat.com

کشف الغطا میں بعد ذکر عبارت قنیہ وغیرہا لکھا "فاتحہ ودعا برائے میت پیش از دفن درست است وہمین است روایت معمولہ کذا فی خلاصۃ الفقہ" انتہیٰ (دفن سے پہلے میت کے لئے فاتحہ اور دعا درست ہے اسی روایت پر عمل اسی طرح خلاصۃ الفقہ میں ہے) علامہ شامی افادہ فرماتے ہیں کہ یہ لفظ فتوٰے یعنی "ہمیں است روایت معمولہ" قوت وشوکت میں علیہ الفتوٰی وبہ یفتی کے برابر ہے جو آکد الفاظ فتا ہیں۔ فی الدر المختار لفظ الفتوی اٰکد من لفظ الصحیح والاصح والاشبہ وغیرھا فی رد المحتار یظھر لی ان لفظ علیہ العمل مساو للفظ الفتویٰ اھ (درمختار میں ہے کہ لفظ فتوٰی صحیح اصح اشبہ وغیرہ الفاظ سے زیادہ پختہ ہے شامی میں ہے مجھے یوں معلوم ہوتا ہے کہ علیہ العمل (اسی پر عمل ہے) لفظِ فتوٰی کے برابر ہے) الحمد للہ کہ حق بہمہ وجوہ ظاہر و باہر آد رہر شک و وہم زائل و بائر ہوا امید ہے کہ اس فتوٰی میں اول تا آخر جتنے جواہر زواہر ہدیۂ انظار اولی الابصار ہوئے سب حصۂ خاصۂ خامۂ فقیر ہوں کہ تحریر کے سوا کہیں نہ ملیں ذلک من فضل اللہ علینا و علی الناس ولکن اکثر الناس لا یشکرون والحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی اجود الاجودین سیدنا ومولانا محمد والہ وصحبہ اجمعین (یہ ہم پر اور لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہے لیکن اکثر لوگ ناشکرے ہیں۔ تمام تعریفیں رب کائنات کیلئے اور صلوٰۃ وسلام اکرم الخلق ہمارے آقا ومولا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل اور تمام اصحاب پر)

خلاصۂ مطلب

بالجملہ عبارات فقہا صرف دو صورتوں سے متعلق ہیں۔ ایک بعد نماز جنازہ اسی ہیئات پر بدستور صفیں باندھے وہیں کھڑے دعا کرنا دوسرے قبل نماز خواہ بعد نماز دُعائے طویل کی خاص غرض سے امر تجہیز کو تعویق میں ڈالنا ظاہراً اس صورت میں کراہت تحریمی تک ہوسکتی ہے اور صورت اُولیٰ میں صرف تنزیہی ابھی مرقاۃ سے گذرا کہ ایہام زیادت مورث کراہت تنزیہ ہے و بس جس کا حاصل خلاف اولیٰ یعنی بہتر نہیں نہ یہ کہ ممنوع و ناجائز ہو بعض علمائے لکھنؤ نے جو اپنے بعض رسائل میں مکروہ تنزیہی کو گناہِ صغیرہ لکھ دیا سخت زلت کبیرہ ہے جس کے ابطال پر صدہا کلمات ائمہ و دلائل شرعیہ ناطق فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے اس قول کے رد میں چند مختصر سطور مسمّی بہ

جُمَلٌ مُّجَلِّیَۃٌ اِنَّ الْمَکْرُوْہَ تَنْزِیْہًا لَیْسَ بِمَعْصِیَۃٍ ۱۳۰۴ھ

یہ بات ظاہر کرنیوالے چند جملے کہ مکروہ تنزیہی معصیت نہیں" لکھیں غیر یہ دو صورتیں تھیں جن سے کلمات فقہا باحث ان کے سوا تمام صور دعا جن میں نہ دعا کی غرض سے تاخیر کریں نہ بعد نماز اس انداز پر ہو۔ بلکہ مثلاً صفیں توڑ کر دعائے قلیل یا بوجہ خاص جنازہ میں دیر کی حالت میں دعائے طویل (کسی اور وجہ سے) اصلاً مضائقہ نہیں رکھتی نہ کلمات علما میں اس کا انکار بلکہ وہ عام ماموربہ کے تحت داخل اور مستحب شرعی کی فرد ہے باقی کلام فتوائے اولیٰ میں مذکور ہوا و باللہ التوفیق واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

[illegible] یعنی سوموار جاں افروز اسلئے فرمایا کہ سید الانبیاء

الحمدللہ کہ یہ مبارک جواب موضح صواب چاردہم (۱۴) رجب مرجب روز جاں افروز دوشنبہ کو وقت چاشت شروع اور وقت عشا تمام اور بلحاظ تاریخ "بذل الجوائز علی الدعا بعد صلاۃ الجنائز" (نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنے پر انعامات کی بارش) نام ہوا۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَاَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَ اَکْمَلُ السَّلَامِ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ آمین

عبدہٗ المذنب احمد رضا البریلوی

کتبہ

عفی عنہ بمحمدنِ المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمدی سنی حنفی قادری ۱۳۰۱ھ
عبد المصطفیٰ احمد رضا خان

الحجۃ الفائحہ وانیان الارواح خویش واقارب اس جہاں سے کوچ کر جائیں تو گاہے انکی روحیں اپنے گھروں میں آکر صدقات وخیرات کا سوال کرتی ہیں نیز ایصال ثواب اور اس کے لیے دن مقرر کرنا جائز وروا ہے دازاعلیحضرت قدس سرہٗ، بہترین کتابت آفسٹ طباعت عمدہ ٹائٹل ۳۲ صفحات

Marfat.com

تحقیقِ حدیثی پر مشتمل فتویٰ!

(از اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ)

مسئلہ از بمبئی جامع محلہ مکان حاجی محمد صدیق جعفر مرسلہ محمد عمر الدین صاحب ۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین و مفتیان شرع مبین کہ بعد نماز جنازہ کے صفوف توڑ کر یہ دعا اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَہٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَہٗ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَہٗ (اے اللہ ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ فرما اور اس کے بعد ہمیں کسی فتنے میں گرفتار نہ فرما ہمیں اور اسے بخش دے) یا مثل اس کے کی جاتی ہے جیسے کہ بمبئی اور اس کے اطراف مانند مالا گاؤں وغیرہ بلاد میں قدیم الایام سے متعارف و متعامل ہے درست ہے یا نہیں اور بر تقدیر جواز بعض اشخاص جو اس کو حرام و ممنوع کہتے ہیں ان کا قول صحیح ہے یا نہیں۔ بیّنوا توجروا۔

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ مجیب الدعوات وافضل الصلوٰۃ واکمل التحیات علی ملاذ الاحیاء ومعاذ الاموات خالص الخیر ومحض البرکات فی الحیٰوۃ الاولیٰ والحیٰوۃ العلیٰ بعد الممات وعلیٰ اٰلہ وصحبہ کریمی الصفات مابعد ماض وقرب اٰت اٰمین۔

فصلِ اول ۔ اموات مسلمین کیلئے دعا قطعاً محبوب و شرعاً مندوب جس کی ندب و ترغیب مطلق پر آیات و احادیث بلا توقیت و تخصیص ناطق تو بلا شبہ ہر وقت اس پر حکم جواز صادق جب تک کسی خاص وقت ممانعت شرع مطہر سے ثابت نہ ہو۔ مطلق شرعی کو از پیش خویش (اپنے طور پر ۱۲) موقت (مقید ۱۲) اور مرسل کو مقید کرنا تشریع من عند النفس (اپنے پاس سے شریعت بنانا ۱۲) ہے اور نماز ھد جنید اعظم و اجل طرق ہے مگر اس پر اقتصار کا حکم نہ اس کے اغنا[1] پر جزم۔ بلکہ شرع مبارک وقتاً فوقتاً بکثرت

[1] یعنی یہ کہنا کہ صرف نماز پڑھو اس کے ہوتے ہوئے اور کسی چیز کی ضرورت نہیں نادرست ہے ۱۲

Marfat.com

رحمت کے جھونکوں کی تلاش کرو

اور بار بار تعرض نفحات رحمت کا حکم فرماتی ہے کیا معلوم کس وقت کی دعا قبول ہو جائے۔ صحیح حدیث میں حضور اقدس سیّد عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لیکثر من الدعاء آدمی کو چاہیئے کہ دعا کی کثرت کرے، اخرجہ الترمذی والحاکم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقال صحیح واقروہ (اس حدیث کو ترمذی اور حاکم نے بروایت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذکر کیا اور کہا کہ صحیح ہے) مستدرک وصحیح ابن حبان میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے حضور اقدس صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلیٰ آلہٖ فرماتے ہیں لا تعجزوا فی الدعاء فانہ لن یھلك مع الدعاء احد دعا میں کسل وکمی نہ کرو کہ دعا کے ساتھ کوئی ہلاک نہ ہوگا قال فی الحرز المعنی لا تقصروا ولا تکسلوا فی تحصیل الدعاء (حرز میں کہا معنی یہ ہے کہ تم دعا مانگنے میں کمی اور سستی نہ کرو) مسند ابی یعلےٰ میں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ تدعون اللہ تعالیٰ فی لیلکم ونھارکم فان الدعاء سلاح المؤمن دن رات اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے رہو کہ دعا مسلمان کا ہتھیار ہے۔ طبرانی، کتاب الدعا ابن عدی کامل امام ترمذی نوادر وبیہقی شعب الایمان میں لعدالواشیخ وقضاعی ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ان اللہ یحب الملحّین فی الدعاء بے شک اللہ تعالیٰ بکثرت وبار بار دعا کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ طبرانی معجم کبیر میں محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور پر نور سید المرسلین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ان لربکم فی ایام دھرکم نفحات فتعرضوا لھا لعل ان یصیبکم نفحۃ منھا فلا تشقون بعدھا ابداً یعنی تمہارے رب کیلیئے زمانے کے دنوں میں کچھ عطائیں، رحمتیں، تجلیاں ہیں تو ان کی تلاش رکھو (یعنی کھڑے بیٹھے لیٹے ہر وقت دعا مانگتے رہو تمہیں کیا معلوم کس وقت رحمتِ الٰہی کے خزانے کھولے جائیں، شاید ان میں سے کوئی تجلی تمہیں بھی پہنچ جائے کہ پھر کبھی بدبختی نہ آئے۔

قال العلامۃ المناوی فی التیسیر فتعرضوا لھا بتطھیر القلب وتزکیۃ من الاکدار والاخلاق الذمیمۃ والطلب منہ تعالیٰ فی کل وقت قیاماً وقعودا وعلی الجنب ووقت التصرف فی اشغال الدنیا فان العبد لا یدری

Marfat.com

فی ای وقت یکون فتح خزائن المنن (علامہ مناوی تیسیر میں فرماتے ہیں تم دل کو دنیا کی میل کچیل اور برے اخلاق سے پاک صاف کر کے رحمت کے جھونکوں کی تلاش کرو اللہ تعالیٰ سے ہر وقت کھڑے بیٹھے لیٹے اور امور دنیا میں مصروفیت کے وقت رحمت طلب کرو نہ معلوم کس وقت رحمت کے خزانوں کے دروازے کھول دیئے جائیں) سراج المنیر میں اس کے مثل ذکر کر کے فرمایا قال حدیث حسن جب دعا کی نسبت صاف حکم ہے کہ اس میں کسل نہ کرو بکثرت مانگو رات دن مانگو ہر حال مانگو تو ایک بار کی دعا پر اقتصار کیونکر مطلوب شرع ہو سکتا ہے لاجرم حضور پرنور سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قبل نماز و بعد نماز دونوں وقت میت کے لئے دعا فرمانا اور مسلمانوں کو دعا کا حکم دینا ثابت ہے۔

مسلم عن ام سلمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا حضرتم المریض او المیت فقولوا خیرًا فان الملٰئکۃ یؤمنون ماتقولون وھو عنھا رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت دخل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی ابی سلمۃ وقد شق بصرہ فاغمضہ (الے ان قالت ثم قال اللّٰھم اغفر لابی سلمۃ وارفع درجتہ فی المھدیین واخلفہ فی عقبہ فی الغابرین واغفرلنا ولہ یارب العالمین وافسح لہ فی قبرہ ونور لہ فیہ' ابوداؤد والحاکم وصححہ عن امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا فرغ من دفن المیت وقف علیہ وقال استغفروا لاخیکم وسلوا لہ التثبیت انہ الآن یسئال احمد عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نعی النجاشی لاصحابہ ثم قال استغفروا لہ ثم خرج باصحابہ الی المصلی ثم قام فصلی بھم کما یصلی علی الجنازۃ ابن ماجۃ والبیھقی فی سننہ عن سعید بن المسیب قال حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فی جنازۃ فلما وضعھا فی اللحد قال بسم اللہ وفی سبیل اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فلما اخذ فی تسویۃ اللبن علی اللحد قال اللّٰھم اجرھا من الشیطان وعذاب القبر اللّٰھم

Marfat.com

جاف الارض عن جنبیها و صعد روحها ولقها منك رضوانا قلت یا ابن عمر اشئی سمعته من رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ام قلته برأیك قال انی اذًا القادر علی القول عن شئی سمعته من رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم هذه روایة ابن ماجة وفی اخریٰ فلما اخذ فی تسویة اللحد قال اللّٰهم اجرها من الشیطان و عذاب القبر فلما سویٰ اللبن علیها قام جانب القبر ثم قال اللّٰهم جاف الارض عن جنبیها وصعد روحها وتلقها منك رضوانا ثم قال سمعته من رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم (امام مسلم نے ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم بیمار یا میت کے پاس آؤ تو بہتر بات (دعائے خیر یا اس کے علاوہ کلمات خیر) کہو۔ کیونکہ فرشتے تمہاری باتوں پر آمین کہتے ہیں۔ امام مسلم نے حضرت، ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابوسلمہ (کی وفات کے بعد ان) کے پاس تشریف لائے ان کی آنکھیں کھلی تھیں آپ نے انہیں بند کر دیا (یہاں تک کہ ام سلمہ نے فرمایا کہ) پھر آپ نے کہا اے اللہ ابوسلمہ کو بخش دے اس کے درجے ہدایت یافتہ لوگوں میں بلند فرما اور اس کا ذکر خیر اس کے باقی رہنے والوں میں رکھ اے رب کائنات ہماری اور اس کی مغفرت فرما اور اس کی قبر کو فراخ اور منور فرما۔ ابوداؤد اور حاکم نے امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی اور اسے صحیح قرار دیا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب میت کو دفن کر کے فارغ ہوتے تو ٹھہر جاتے اور فرماتے اپنے بھائی کے لئے دعائے مغفرت کرو اور اس کیلئے ثابت قدمی کا سوال کرو اس سے اب سوال ہونے والا ہے۔ امام احمد نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کو حضرت نجاشی کی وفات کی اطلاع دی پھر فرمایا اس کیلئے مغفرت کی دعا کرو پھر صحابہ سمیت جنازہ گاہ تشریف لے گئے اور اسیطرح کھڑے ہو کر صحابہ کو نماز پڑھائی جیسے نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے ابن ماجہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت سعید بن مسیب سے روایت کی وہ فرماتے ہیں کہ ایک جنازہ کے سلسلہ میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے جب میت کو قبر میں رکھا تو کہا ہم اسے

Marfat.com

خدا کا نام لے کر اسکے سپرد کرتے ہوئے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ملت پر رکھتے ہیں، جب لحد پر کچی اینٹوں کی چنائی شروع کی تو کہا اے اللہ اسے شیطان اور عذاب قبر سے بچا اے اللہ اس کے دونوں طرف سے زمین کو وسیع فرما اور اس کی روح کو اعلیٰ علیین میں پہنچا اور اسے اپنی رضا عطا فرما (سعید بن مسیب فرماتے ہیں) میں نے کہا اے ابن عمر کیا ایسی شے ہے جسے آپ نے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا یا آپ نے اپنے طور پر یہ سب کچھ کہا آپ نے فرمایا میں ایسی بات بتا سکتا ہوں جسے میں نے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا یہ ابن ماجہ کی ایک روایت ہے دوسری روایت میں ہے کہ جب ابن عمر لحد درست کرنے لگے تو کہا اے اللہ اسے شیطان اور عذاب قبر سے بچا جب کچی اینٹوں کی چنائی کر دی تو قبر کی ایک طرف کھڑے ہو گئے اور کہا۔ اے اللہ زمین کو اس کے ہر دو پہلو سے فراخ فرما اور اس کی روح علیین میں پہنچا اور اسے اپنی رضا عطا فرما پھر فرمایا میں نے یہ بات رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنی ہے)

احادیث اس بارہ میں حد شہرت و استفاضہ پر ہیں۔ انہیں میں سے حدیث عبداللہ بن ابی بکر و عاصم بن عمر بن قتادہ مروی مغازی واقدی ہے کہ جواب[ل] میں مذکور ہوئی۔

[ل] یعنی جواب مجیب اول کہ بغرض تصدیق از مبحث آمدہ بود عبارتش ازیں مقام اینست (یعنے پہلے مجیب کا جواب کہ مبحث سے بغرض تصدیق آیا تھا اس کے اس مقام کی عبارۃ یہ ہے) اگر اس پر بھی تسلی نہ ہو تو زیادہ صریح لیجئے کبیری شرح منیہ میں عبداللہ بن ابی بکر سے روایت ہے۔ قال التقی الناس بموتۃ جلس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی المنبر وکشف ما بینہ وبین الشام فھو ینظر الی معارکھم فقال علیہ السلام اخذ الرایۃ زید بن حارثۃ فمضی حتی استشھد وصلی علیہ ودعا لہ وقال استغفروا لہ دخل الجنۃ وھو یسعی ثم اخذ جعفر بن ابی طالب فمضی حتی استشھد وصلی علیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ودعا لہ قال استغفروا لہ دخل الجنۃ وھو یطیر فیھا بجناحین حیث شاء (کہ صحابہ کرام مقام موتہ میں مصروف پیکار تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے آپکے اور شام کے درمیانی حجابات اٹھ گئے آپ میدان جنگ کو ملاحظہ فرما رہے تھے حتی کہ آپ نے فرمایا اب زید بن حارثہ نے جھنڈا اٹھایا ہے وہ آگے بڑھے اور شہید ہو گئے آپ نے ان پر نماز پڑھی اور دعا کی اور فرمایا ان کے لئے دعائے مغفرت کرو وہ جنت میں داخل ہو کر چل پھر رہے ہیں پھر جعفر ابن ابی طالب نے جھنڈا اٹھایا وہ آگے بڑھے اور

باقی ص ۲۶ پر۔

Marfat.com

اقول وھوان کان مرسلا بطریقتہ فالمرسل حجۃ عندنا وعند الجمھور ثم الثابت عندنا توثیق الواقدی کما افادہ المحقق حیث اطلق فی الفتح ثم الاصل فی الالفاظ الشرعیۃ حملھا علی معانیھا الشرعیۃ فالصلٰوۃ غیر الدعاء ثم التاسیس خیر من التاکید فالدعاء غیر الصلٰوۃ (میں کہتا ہوں یہ اگرچہ ان کے طریقے سے مرسل ہے (لیکن کچھ حرج نہیں) کیونکہ مرسل احناف اور اکثر کے نزدیک دلیل ہے پھر (یہ بھی پیش نظر رہے کہ) ہمارے نزدیک امام واقدی معتبر ہیں جیسے ابن ہمام نے فتح القدیر میں بیان کیا اور (یہ بھی ملحوظ رہے) کہ شریعت میں مستعمل الفاظ کو شرعی معنوں پر محمول کرنا چاہیئے لہٰذا صلوٰۃ سے نماز جنازہ مراد ہوگی نہ کہ دُعا یہ بھی تو دیکھئے کہ دوسرے لفظ سے پہلے لفظ کا معنے مُراد لینے کی بجائے نیا معنے مُراد لینا بہتر ہے پھر بھی دعا اور صلوٰۃ الگ الگ چیزیں ہوں گی) پھر جب دُعا مستحب اور مطلقاً مستحب اور اکثار مستحب اور قبل نماز و بعد نماز ہر طرح مستحب تو بعد نماز متصلاً اس سے کون مانع بلکہ یہ وقت تو خاص مظنۂ نفحات ربانیہ ہے کہ عمل صالح خصوصاً فریضہ خصوصاً نماز حالت رحمت و رحمت الٰہی سبب اجابت ولہٰذا دعا سے پہلے تقدیم عمل صالح مطلوب ہوئی کما فی السنن (جیسے کہ کتب حدیث میں ہے)

بلاؤ فیہ ۱۲ گزشتہ دعا ۱۲ — اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کی امید کا مقام ۱۲

قال القاری وتقدیم عمل صالح ای قبل الدعاء لیکون سببا لقبولہ کما فی حدیث

بقیہ صفحہ ۲۵ سے آگے:۔ شہید ہوگئے آپ نے ان پر نماز جنازہ پڑھی اور ان کے لئے دعا کی اور فرمایا ان کے لئے مغفرت کی دُعا کرو وہ جنت میں داخل ہوگئے اور پروں سے اڑ کر جہاں چاہتے ہیں چلے جاتے ہیں۔

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ آپ نے نماز جنازہ کے بعد دعا کی ہے اور صحابہ کرام کو بھی آپ نے امر فرمایا ہے پس صورت مسئولہ کے جواز میں کیا کلام رہا انتہی ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اِذَا صَلَّیْتُمْ عَلَی الْمَیِّتِ فَاَخْلِصُوْا لَہُ الدُّعَاءَ جب تم میت پر نماز پڑھو تو اسکے لئے خلوص سے دُعا کرو رواہ ابوداؤد وابن ماجہ۔ "فَاَخْلِصُوْا" جزا ہے اِذَا صَلَّیْتُمْ کی اور جزا شرط سے مؤخر ہوتی ہے نیز فَاَخْلِصُوْا کی فاء بھی اس پر دلالت کرتی ہے کہ دُعا بعد از نماز ہے کیونکہ فاء کا معنیٰ یہ ہے کہ مدخول فاء واقع میں ماقبل سے مؤخر بلا تراخی ہے کما فی اکثر کتب اصول الفقہ ولا یلتفت الی مایقال ان معناہ اذا اردتم الصلٰوۃ علی المیت کما فی قولہ تعالیٰ اذا قمتم الی الصلوٰۃ معناہ اردتم القیام الی الصلوٰۃ فان الالفاظ لابد ان تکون محمولۃ علی معانیھا مالم یصرف عنھا صارف ولم یوجد)

Marfat.com

ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی صلوٰۃ التوبۃ علی ما سیأتی فی اصل الکتاب و رواہ الاربعۃ وابن حبان و مُلّا علی قاری فرماتے ہیں کہ دُعا سے پہلے کوئی نیک کام کر لینا چاہیئے تا کہ دُعا کی قبولیت کا ذریعہ بنے جیسے کہ "نماز توبہ" کے متعلق حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے جیسے کہ عنقریب اصل کتاب میں آئیگا اس حدیث کو ترمذی ابن ماجہ ابو داؤد نسائی اور ابن حبان نے روایت کیا۔) ولہذا ختم قرآن و اتمام صوم و نماز پنجگانہ بلکہ ہر نماز مفروض بلکہ ہر فرض کے بعد دُعا کی ترغیب احادیث میں آئی ہے جن میں نماز جنازہ بھی قطعاً داخل۔

الترمذی وحسنہ والنسائی عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قلت یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ای الدعاء اسمع قال جوف اللیل الآخر و دبر الصلوات المکتوبات قال القاری التقیید بہا لکونہا افضل الحالات فھی ارجی لاجابۃ الدعوات اھ البیہقی والخطیب وابو نعیم وابن عساکر عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مع کل ختمۃ دعوۃ مستجابۃ احمد والترمذی وحسنہ وابن ماجۃ وخزیمۃ وابن حبان فی صحاحہم والبزار عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثلثۃ لا ترد دعوتھم الصائم حین افطر الحدیث۔ الطبرانی فی الکبیر عن العرباض بن ساریۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من صلی صلوٰۃ فریضۃ فلہ دعوۃ مستجابۃ ومن ختم القرآن فلہ دعوۃ مستجابۃ الدیلمی فی مسند الفردوس عن امیر المومنین، علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ من ادی فریضۃ فلہ عند اللہ دعوۃ مستجابۃ وفی الباب احادیث اخر اوردنا بعضہا فی رسالتنا سرور السعید ۱۳۰۸ھ فی حل الدعاء بعد صلوٰۃ العید (امام ترمذی نے آئندہ حدیث کو روایت کیا اور اسے حسن کہا امام نسائی نے ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کونسی دُعا زیادہ مقبول ہوتی ہے آپ نے فرمایا رات کے آخری حصے میں اور فرضی نمازوں کے بعد مُلّا علی قاری نے فرمایا فرضی نمازوں کی قید اس لئے لگائی کہ نمازیں بہ نسبت دیگر حالتوں کے بہترین حالت ہے اس لئے ان کے بعد دُعاؤں کی قبولیت کی امید زیادہ ہو جاتی ہے بیہقی، خطیب۔ ابو نعیم اور ابن

Marfat.com

عساکر نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ختم کے ساتھ دُعا قبول ہوتی ہے۔ امام احمد و ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ابن ماجہ۔ ابن خزیمہ و ابن حبان نے اپنی صحاح میں اور بزار نے ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیوں کی دُعا رد نہیں کی جاتی اُن میں سے ایک روزے دار ہے جبکہ افطار کرے (الحدیث) طبرانی نے کبیر میں عرباض ابن ساریہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے انہوں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کی آپ نے فرمایا جس نے قرآن مجید ختم کیا، اس کی دُعا قبول ہوتی ہے۔ دیلمی نے مسند الفردوس میں امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے روایت کی کہ جس نے منہ لیضیاد اکی اللہ تعالےٰ کے نزدیک اس کی دُعا قبول ہوتی ہے اس سلسلہ میں اور بھی بہت سی حدیثیں ہیں جن میں سے کچھ ہم نے اپنے رسالے "سرور السعید" (نماز عید کے بعد دُعا کے جائز ہونے میں خوش بخت کی مسرت) میں ذکر کی ہیں۔

خود ربّ العزّت عزوجل ارشاد فرماتا ہے:۔ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۙ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ جب نماز سے فارغ ہو تو دُعا میں مشقت کر اور اپنے رب کیطرف زاری و تضرع کے ساتھ راغب ہو۔ جلالین میں ہے:۔ فاذا فرغت من الصلوٰۃ فانصب اتعب فی الدعاء والیٰ ربّك فارغب تضرع (اس سے ماقبل متصل ترجمہ آچکا ہے)

بالجملہ دُعائے مذکور کے جواز میں شک نہیں ہاں دفع احتمال زیادۃ کو نقص صفوف کرلیں اسی قدر کافی ہے کہ اس کے بعد (بعد از جنازہ ۱۲) احتمال زیادت (کسی شخص کو یہ غلط فہمی نہ ہو کر جنازہ میں زیادتی کر دی) کا اصلاً محل نہیں ہے جسطرح بعد ختم نماز ظہر و مغرب وعشا ادائے سنن کے لئے مقتدیوں کو کسر صفوف (صفوں کا توڑنا ۱۲) مسنون کہ اس کے بعد کسی آنے والے کو بقائے جماعت کا احتمال نہیں ہوسکتا۔ علامہ محمد ابن امیر الحاج حلبی حلیہ میں فرماتے ہیں لفظ البدائع اما المقتدون فبعض مشائخنا قالوا لاحرج فی ترك الانتقال لانعدام الاشتباہ علی الداخل عند معاینۃ فراغ مکان الامام عنہ وروی عن محمّد انہ قال یستحب للقوم ایضا ان ینقضوا الصفوف ویتفرّقوا لیزول الاشتباہ علی الداخل المعاین، للکل فی الصّلوٰۃ البعید عن الامام ولما روینا من حدیث ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ھذا و فی الذخیرۃ انہ روی عن محمّد ومشی علیہ رضی الدین فی المحیط ناصا علی انہ

Marfat.com

سنۃ اھ (یہ لفظ بدائع کے ہیں بعض مشائخ نے کہا کہ مقتدی اگر اپنی جگہ سے دُوسری جگہ نہ جائیں تو بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ آنے والا جب دیکھے کہ امام کی جگہ خالی ہے تو اسے یہ شبہ نہیں ہو سکتا کہ جماعت ہو رہی ہے امام محمد سے روایت ہے کہ قوم کے لیے بھی صفوں کو توڑ کر متفرق ہو جانا بہتر ہے تا کہ جو شخص مسجد میں آئے اور امام سے دُور ہو اسے سب لوگوں کو نماز میں مشغول دیکھ کر جماعت کا شبہ پیدا نہ ہو اور اس کی وجہ وہ حدیث بھی ہے جو ہم نے ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کی ذخیرہ میں ہے کہ یہی امام محمد سے مروی ہے اور یہی امام رضی الدین کا محیط میں مختار ہے انہوں نے نص کی ہے کہ یہ سُنّت ہے)

ثمّ اقول:۔ یہ بھی لازم کہ صرف اس دعا کی غرض سے جنازہ اٹھانے کو تعویق[تاخیر۱۲] و درنگ[دیر۱۲] میں نہ ڈالیں کہ یہاں شرعاً تعجیل مامور ہے اور دُعا کچھ تعویق پر موقوف نہیں۔ اتنے کلمات:۔ اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَہٗ وَلَا تَفْتِنَّا[جلدی۱۲] بَعْدَہٗ وَاغْفِرْ[دیر۱۲] لَنَا وَلَہٗ بلکہ اس سے زائد جنازہ اٹھاتے اٹھاتے کہہ سکتے ہیں کما لا یخفٰی امام ابن حاج مدخل میں فرماتے ہیں:۔

ان بعض من یعتنون بالموتی یترکونہ بعد ان یصلی علیہ فی المسجد ویقفون عندہ ویطولون فی الدعاء وبعضھم یفعل ما ھو اکثر من ذٰلک وھو تکبیر المؤذنین اذ ذاک علی ما تقدم من زعقاتھم ویطولون فی ذٰلک والسنۃ التعجیل بالمیت الی وقتہ ومواراتہ وفعلھم یضد ذٰلک فلیحذر من ھذا واللہ المستعان۔

(بعض لوگ جو مردوں کا بہت اہتمام کرتے ہیں جنازہ گاہ میں میت پر نماز پڑھ کر اسے ویسے ہی چھوڑ دیتے ہیں اور اس کے پاس ٹھہر جاتے ہیں اور لمبی دُعا مانگتے ہیں بعض تو اس پر بھی اضافہ کر دیتے ہیں مثلاً اس وقت مؤذن تکبیریں کہتے ہیں جیسے کہ ان کے شور و شغب کا کچھ حصّہ اس سے پہلے گذر گیا اور وہ اس معاملے میں دیر کر دیتے ہیں حالانکہ مسنون یہ ہے کہ میت کو جلد اس کے مقام تک پہنچا کر اسے دفن کر دیا جائے اور لوگوں کا طریقہ (جنازہ کے بعد دیر کرنا) اس کے خلاف ہے لہٰذا اس سے بچنا چاہیئے) دیکھو ان امام نے باآنکہ انکارِ حوادث میں مبالغہ شدیدہ رکھتے ہیں یہاں تک کہ بعض جگہ حد سے تجاوز واقع ہو گیا کما نص علیہ الامام المحقق جلال الملۃ والدین السیوطی (جیسے کہ امام محقق جلال الدین سیوطی نے

۱۲ تاخیر ۱۲ دیر ۱۲ جلدی ۱۲ دیر ۱۲ ...

تصریح فرمائی) بعد نماز جنازہ میت کے لئے نفس دُعا پر انکار نہ فرمایا بلکہ تطویل دُعا کی ممانعت فرمائی کہ منافی تعجیل ہے بعض فتاوی میں واقع ہے "لا یقوم داعیاً" یا "لا یقوم للدعاء بعد الجنازۃ" (قائم ہو کر دُعا نہ مانگے یا یوں کہا گیا کہ جنازہ کے بعد دُعا کے لئے قائم نہ ہو) بعض علمائے اسے منعِ قیام بمعنے انتصاب پر محمول کر کے بیٹھ کر دعا کو اس ممانعت میں داخل نہ ہونے کا استظہار کیا کما نقل عن بعضہم بما نصہ (جیسے کہ بعض علماء سے منقول ہے انکی عبارت یہ ہے) "چوں منع در کتب بلفظ قیام واقع شدہ شاید کہ دراں ساعت اشارت باشد باآں کہ اگر نشستہ دُعا کند جائز باشد" (چونکہ کتب میں کھڑا ہو کر دُعا مانگنے کی ممانعت ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ بیٹھ کر دعا کی جائے تو جائز ہے یہ قول بھی مخالفین کے لئے مفید نہیں) بلکہ کراہت اس قدر سے بھی اطلاق منع مانعین میں خلل واقع وانا اقول وباللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اور اللہ تعالے ہی سے توفیق ہے) قیام ان کلمات علماء میں بمعنی توقف و درنگ ہے کہ اس معنے میں بھی اس کا استعمال شائع۔

قال تعالیٰ حسنت مستقرا ومقاما ای موضع قرار لا محل انتصاب اذ لا محل لہ وکذا قولہ تعالیٰ حاکیا عن الکفار یا اھل یثرب لا مقام لکم وقال تعالیٰ یقیمون الصلوٰۃ ای یواظبون علیہا ومنہ اسمائہ تعالیٰ القیوم القیام والقیم الدائم القیام بتدبیر الخلق ومنہ حدیث فی معجزاتہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لم تکلہ لا کلتم منہ ولقام لکم ای دام وثبت ولم ینفد ومنہ حدیث سنۃ قائمۃ ای دائمۃ مستمرۃ وفی دعاء الاذان والصلوٰۃ القائمۃ ای الدائمۃ التی لا یعتریہا نسخ وحدیث حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ بایعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان لا اخر الا قائما ای لا اموت الا ثابتا علی الاسلام قالہ المجد فی القاموس وقال قام الماء جمد والدابۃ وقفت واقام بالمکان دام والشیئ ادامہ ومالہ قیام اذا لم یدم علی شیئ اھ وقال فی مجمع بحار الانوار وح قوموا الی سیدکم فیہ استحباب القیام عند دخول الافضل وھو غیر القیام المنھی لان ذالک بمعنے الوقوف وھذا بمعنی النھوض ط (للطیبی شارح المشکوٰۃ) لیس ھو من القیام المنھی عنہ انما ھو

فیمن یقومون علیہ وھو جالس ویمثلون قیاما طول جلوسہ اھ (ارشاد باری تعالیٰ ہے
"حسنت مستقرا و مقاما" اس کا معنےٰ یہ نہیں کہ جنت کھڑے ہونے کی جگہ ہے کیونکہ یہ مناسب مقام نہیں
بلکہ مراد یہ ہے کہ جنت ٹھہرنے کی بہترین جگہ ہے اسی طرح کافروں سے حکایت کرتے ہوئے ارشاد باری
تعالیٰ ہے اے اہل یثرب "لا مقام لکم" تمہارے ٹھہرنے کی کوئی جگہ نہیں اور فرمایا "یقیمون الصلوٰۃ" یعنے
نماز ہمیشہ پڑھتے ہیں اسی سے اللہ تعالیٰ کے اسماء قیوم قیام اور قیّم ہیں یعنے ہمیشہ رہنے والا اور
ہمیشہ مخلوق کا انتظام فرمانے والا اسی معنے سے نبی اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات میں حدیث
ہے کہ اگر تو جو کی پیمائش نہ کرتا تو تم اس سے کھاتے "ولقام لکم" اور وہ تمہارے پاس ہمیشہ رہتے
اور ختم نہ ہوتے (رواہ مسلم) اسی معنی سے یہ حدیث ہے "ستۃ قائمۃ" یعنی چھ ہمیشہ رہنے والی چیزیں ہیں
دعاء اذان میں ہے "والصلوٰۃ القائمۃ" یعنے ہمیشہ رہنے والی نماز جس پر نسخ وارد نہیں ہوگا
حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے
بیعت کی کہ "ان لا اخر الا قائما" یعنے میں اس دنیا سے کوچ کرنے تک اسلام پر ہی قائم و دائم
رہوں گا یہ معنی مجدالدین فیروز آبادی نے قاموس میں بیان کیا انہوں نے کہا "قام الماء" پانی منجمد ہوگیا
"قامت الدابۃ" چارپایہ ٹھہر گیا۔ "اقام بالمکان" مکان میں ٹھہرا "اقام بالشئی" فلاں چیز کو ہمیشہ رکھا
"مالہ قیام" اس وقت کہا جاتا ہے جب کوئی شخص کسی امر پر قائم و دائم نہ رہے مجمع بحار الانوار میں
ہے حدیث شریف "قوموا الی سیدکم" سے کسی فضیلت والے کے آنے پر کھڑے ہونے کا استحباب
معلوم ہوتا ہے اور یہ وہ قیام نہیں جس سے منع کیا گیا ہے وہ قیام کھڑے رہنے کے معنی میں ہے
اور یہ قیام اٹھنے کے معنی میں ہے طیبی شارح مشکوٰۃ شریف نے فرمایا کسی کے آنے پر کھڑے
ہونے سے ممانعت نہیں ممنوع یہ ہے کہ جب تک کوئی بیٹھا رہے دوسرا آدمی اس کے سامنے
دست بستہ کھڑا رہے)

یعنی طویل دعا کی خاطر دیر کرنے سے ممانعت ہے ۱۲

پس عبارات اسی منع تطویل دعا کی طرف راجع ہیں جس کے باعث امر تجہیز تعویق میں
پڑے ورنہ اگر کلمات یسیرہ کہے جائیں جیسا کہ سوال میں مذکور یا ہنوز جنازہ لے چلنے میں کسی اور

تھوڑے سے کلمات ۱۲

ضرورت سے دیر ہو اور ایسی حالت میں دعائے طویل کرتے رہیں تو ہرگز زیر منع داخل نہیں کہ
صورت اولیٰ میں تاخیر ہی نہیں اور ثانیہ میں تاخیر بوجہ آخر ہے نہ بغرض دعا و لہذا فقہائے کرام نے

مختصر دعا مانگنے میں ۱۲

Marfat.com

دعا کیلئے زیادہ نہ ٹھہرے ۱۲

لا یقوم للدّعاء فرمایا نہ لا یدعوا قائمًا یا لا ید عوا لجدھا اصلاً دیہ نہیں فرمایا کہ کھڑے ہوکر دُعا منع ہے یا جنازہ کے بعد بالکل دُعا نہ کرے) لاجرم (یقیناً ۱۲) حدیث صحیح سے ثابت کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازہ مبارک کے گرد ہجوم کیا اور چار طرف سے احاطہ کرکے کھڑے ہُوئے اور امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دُعائیں کرتے رہے یہاں تک کہ امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم بھی اس مجمع میں شامل اور امیر المؤمنین شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دعا و ثنا میں شریک ہوئے صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی واللفظ لمسلم وضع عمر بن الخطاب علی سریرہ فتکنفہ الناس یدعون ویثنون ویصلون علیہ قبل ان یرفع وانا فیھم قال فلم یرعنی الا برجل قد اخذ بمنکبی من ورائی فالتفت الیہ فاذا ھو علیؓ فترحم علی عمر وقال ما خلفت احدا احب الی ان القی اللہ بمثل عملہ منک وایم اللہ ان کنت لاظن ان یجعلک اللہ مع صاحبیک وفی روایۃ للبخاری قال انی لواقف فی قوم یدعون اللہ لعمر بن الخطاب وقد وضع علی سریرہ اذا رجل من خلفی قد وضع مرفقہ علی منکبی یقول رحمک اللہ ان کنت لارجو ان یجعلک اللہ مع صاحبیک (الحدیث) یعنی امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنازہ رکھا تھا لوگ چار طرف سے احاطہ کئے ہُوئے ان کے لیے دُعا و صلوٰۃ و ثنا میں مشغول تھے میں بھی اونہیں دُعا کرنے والوں میں کھڑا تھا ناگاہ ایک شخص نے پیچھے سے آکر میرے شانے پر کہنی رکھی میں نے پلٹ کر دیکھا تو علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ تھے جنازہ شریفہ کیطرف مخاطب ہوکر بولے اللہ آپ پر رحم فرمائے آپ نے اپنے بعد کوئی ایسا نہ چھوڑا جو مجھے آپ سے زیادہ پیارا ہو کہ میں اس کے سے عمل کرکے اللہ تعالیٰ سے ملوں اور خدا کی قسم مجھے امید واثق تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں صاحبوں سیّد المرسلین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و امیر المؤمنین صدّیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رفاقت نصیب فرمائے گا۔ الحدیث۔ **ثمّ اقول** ہر شخص اپنے نفس میں دُعا کرے دُوسروں سے تاکید و تقاضا میں مصروفی و اشتغال یا نہ کرنے والوں سے نزاع و جدال کا وہ محل نہیں کہ وہ وقت اعتبار و تفکر و اتعاظ و تدبر کا ہے نہ غافلانہ رفع اصوات

جھگڑا ۱۲ ۔ عبرت حاصل کرنے سوچنے نصیحت حاصل کرنے اور غور و فکر ۱۲ آوازیں بلند کرنا ۱۲

Marfat.com

وبحث ومنازعت کا وقد وردت فی ذالک آثار کثیرۃ عن الصحابۃ الکرام والتابعین الاعلام رضی اللہ تعالیٰ عنہم وصرحت بہ العلماء الحنفیۃ والمالکیۃ والشافعیۃ وغیرہم قدست اسرارہم (اس بارے میں صحابہ کرام اور اہل علم تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بکثرت روایات وارد ہیں حنفی مالکی شافعی وغیرہ علماء قدس سرہم نے اس کی تصریح کی ہے) امید کرتا ہوں کہ یہ وہ قول فصل و حکم عدل ہو جسے ہر ذی انصاف پسند کرے وباللہ التوفیق رہا مظنۂ فساد اعتقاد کہ ایسے مواضع میں اکثر دستاویز مانعین ہوتا ہے اور اسے جہلاً خواہ تجاہلاً موجب منع و تحریم نفس فعل و بجائے ترک مواظبت ولو من البعض المقتدی بہم مواظبت ترک مطلق کے وجوب پر دلیل ٹھہراتے ہیں۔ عند التحقیق یہ صرف ان کی تلمیع تشحیق ہے حق یہ ہے کہ جہاں ایسا ہو تو صرف ترک احیاناً اس کے ازالہ میں کافی کما نص علیہ العلماء فی غیر ما کتاب (جیسے کہ علمائے بہت سی کتب میں تصریح فرمائی ہے) اور وہ بھی عموماً ضروری نہیں صرف علمائے مشار الیہم بالبنان (مشہور و معروف علماء) کی جانب سے کفایت کرتا ہے کہ انہیں کے افعال پر نظر ہوتی ہے اور وہی باعث ہدایت عوام (ہوتے ہیں)

واللہ الهادی الی سبل السلام والصلوٰۃ والسلام الی یوم القیام علی حبیبہ والہ وصحبہ الکرام وعلینا بہم یاذا الجلال والاکرام واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ بمحمدن النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمدی سنی حنفی قادری ۱۳۰۱ھ
عبد المصطفیٰ احمد رضا خاں

ع یعنی مانعین اس بنا پر کہ لوگ اس دعا کو ضروری سمجھنے لگ جائیں گے بجائے اس کے کہ یہ کہتے کہ دعا ہمیشہ نہیں مانگنی چاہیئے نیز علمائے کرام کو بعض اوقات اسے ترک کردینا چاہیئے وہ یہ کہتے ہیں کہ بالکل دعا نہیں کرنی چاہیئے ۱۲

Marfat.com

غایۃ الاحتیاط فی جواز حیلۃ الاسقاط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ان دنوں کچھ لوگ "حیلہ اسقاط" کے بارے میں طرح طرح کی چہ میگوئیاں کر رہے ہیں اور عوام کو صحیح راستے سے ہٹانے کی جد و جہد میں مصروف ہیں اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلہ کی شرعی حیثیت کو آشکارا کر دیا جائے تا کہ منصف اور حق پرست حضرات کے لئے راہِ عمل واضح ہو جائے۔

حیلہ اسقاط کا مفہوم

لفظ حیلہ کا معنے اشغال میں تصرف کی قدرۃ۔ دانائی اور عمدگی فکر ہے منجد میں ہے الحیلۃ ج حیل - القدرۃ علی التصرف فی الاشغال الحذق وجودۃ النظر - شرعی طور پر اس جائز طریقے کو کہتے ہیں جس سے ضرورۃ شرعیہ کو پورا کیا جا سکے یہاں دوسرے لغوی معنے کی مناسبت ملحوظ ہے" اسقاط" کا معنے گرا دینا اور فقہا کے نزدیک میت کے ذمہ رہے ہوئے احکام شرعیہ کو گرا دینا ہے۔ تا کہ مردہ اپنی زندگی میں جن احکام شرعیہ کو غلطی سے یا بھول کر ادا نہ کر سکا اور اب ادا کرنے پر بالکل قدرت نہیں رکھتا اس کے لئے ایسا طریقہ اختیار کیا جائے جس کی وجہ سے ان احکام کے بارے میں اس کی خلاصی ہو جائے اور وہ اللہ تعالےٰ کی ناراضگی سے بچ جائے جسے پاسِ قرابت و اخوت ہو گا وہ لازماً ایسے طریقے کو اپنائے گا جس سے مُردہ کی گلو خلاصی ہو سکے اور جو شخص اپنے اہل قرابت کی خیر خواہی کا احساس نہیں رکھتا اسے مجبور نہیں کیا جائیگا۔

حیلہ اسقاط کا طریقہ

میت کی عمر کا اندازہ لگا کر مرد کی عمر سے بارہ سال اور عورت کی عمر سے نو سال (نابالغ رہنے کی کم از کم مدت) کم کر دیئے جائیں بقیہ عمر میں اندازہ لگایا جائے کہ ایسے کتنے فرائض ہیں جنہیں وہ ادا کر سکا اور نہ قضا۔ اس کے بعد ہر نماز کے لئے صدقہ فطر کی مقدار بطور فدیہ خیرات کر دی جائے صدقہ فطر کی مقدار نصف صاع

Marfat.com

۵۷، اروپے اور ایک اٹھنی کا وزن، گندم یا ایک صاع (۳۵۱ روپے کا وزن) جو ہے (بہار شریعت جاء الحق) یاد رہے کہ پانچ نمازوں کے ساتھ وتر کو بھی شمار کیا جائیگا۔ اس حساب سے ایک دن کی وتر سمیت چھ نمازوں کا فدیہ تقریباً بارہ سیر اور ایک ماہ (۳۰ دن) کا نو من اور شمسی سال کا ایک سو آٹھ من ہوگا۔ قابل غور امر یہ ہے کہ اگر مرنے والے کے ذمہ پر کئی سال کی نمازیں جمع ہوں تو اس کے لئے کتنی گندم دینی پڑے گی اس دور فتنہ و فساد میں لاکھوں میں سے کوئی ایک اللہ کا بندہ ہوگا جو اتنی بڑی مقدار مرنے والے کے لئے خیرات کرے ورنہ اکثریت ہرگز اتنی مقدار ادا کرنے کے لئے تیار نہیں ہوگی خصوصاً غرباء ان کے پاس تو اتنی گنجائش ہی نہیں ہوگی۔ حیلہ اسقاط کے مخالفین ہی بتادیں کہ میت کیطرف سے بطور فدیہ کتنا غلہ خیرات کرتے ہیں اگر نہیں کرتے اور ہرگز نہیں کرتے اور حیلہ اسقاط کے ساتھ ویسے ہی خدا واسطے کی دشمنی ہوئی تو بھلا بتائیں کہ اس جہاں سے کوچ کر جانے والوں سے ان لوگوں کو کیا ہمدردی ہے حقیقت یہ ہے کہ دیوبندی اور وہابی وغیرہ حضرات کو دار فانی سے رخصت ہونے والوں کے ساتھ نہ کوئی خیر خواہی ہے اور نہ فقراء و غرباء کے لئے جذبہ ہمدردی شاید وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اس سے ہماری آمدنی اور چندے پر اثر پڑ جائے گا۔ اگر کوئی شخص حساب کے مطابق فدیہ ادا کردے تو کیا ہی اچھا ہے ورنہ میت کا دلی زیادہ سے زیادہ نمازوں کا فدیہ جتنا ہو سکے نقد غلہ یا کوئی اور قیمت والی چیز چاہیے قرآن مجید ہو (بازار میں اس کے ہدیہ کا اعتبار کر کے) فقیر کو دیتے ہوئے یہ نیت کرے۔

كُلُّ حَقٍّ مِنْ حُقُوقِ اللهِ تَعَالَى لَزِمَ عَلَى ذِمَّةِ هٰذَا الْمَيِّتِ مِنَ الْفَرَائِضِ وَالْوَاجِبَاتِ وَالْمَنْذُورَاتِ وَغَيْرِ ذَالِكَ بَعْضُهَا اَدّٰى وَبَعْضُهَا لَمْ يُؤَدِّ فَالَّتِيْ اَدّٰى قَبِلَهَا اللهُ تَعَالٰى بِفَضْلِهِ الْعَمِيْمِ وَبِجَاهِ سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَاسْتِدْعَاءِ هٰذِهِ الْجَمَاعَةِ الْحَاضِرَةِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالَّتِيْ لَمْ يُؤَدِّ وَبَقِيَتْ عَلٰى ذِمَّتِهِ فَبَعْضُهَا قَابِلَةٌ لِلْفِدْيَةِ وَبَعْضُهَا لَيْسَتْ بِقَابِلَةٍ لَهَا فَالَّتِيْ لَيْسَتْ بِقَابِلَةٍ لَهَا غَفَرَهَا اللهُ تَعَالٰى لَهُ وَتَجَاوَزَ عَنْهُ وَالَّتِيْ قَابِلَةٌ لِلْفِدْيَةِ وَبَقِيَتْ فِيْ ذِمَّتِهِ اَعْطَيْتُ فِيْ فِدْيَتِهَا هٰذَا الْمُصْحَفَ الشَّرِيْفَ مَعَ هٰذَا النَّقْدِ وَالْجِنْسِ رَاجِيًا مِنَ اللهِ اَنْ يَّقْبَلَهُ مِنْهُ وَتَجَاوَزَ عَنْهُ بِمَنِّهِ وَفَضْلِهِ (وجیز الصراط) اللہ تعالیٰ کے حقوق فرائض۔ واجبات، کفارات اور منذورات وغیرہ میں سے جو اس میت کے ذمہ لازم آئے ان

ہیں سے کچھ تو اس نے ادا کر دیئے کچھ ادا نہیں کیے جو حقوق اس نے ادا کیے انہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم اور سید الانبیا والمرسلین کے طفیل اور مسلمانوں کی اس جماعت حاضرہ کی دعا سے قبول فرمائے اور جو ادا نہیں کیئے اور اس کے ذمہ باقی ہیں ان میں سے کچھ قابل فدیہ ہیں اور کچھ ناقابل فدیہ جو ناقابل فدیہ ہیں اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرمائے اور اس میت سے درگذر فرمائے اور جو قابل فدیہ ہیں اور میت کے ذمہ باقی ہیں انکے فدیہ میں یہ قرآن مجید اس نقد اور جنس سمیت تمہیں دیتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے گا اور اپنے جود وعطا سے درگذر فرمائے گا) (وجیز الصراط) یا مختصر طور پر صرف اتنا کہہ دے:۔ وَهَبْتُ هٰذَا الْمُصْحَفَ الشَّرِيْفَ مَعَ هٰذَا النَّقْدِ وَالْجِنْسِ لِاِسْقَاطِ مَا عَلٰى ذِمَّةِ هٰذَا الْمَيِّتِ مِنَ الصَّلٰوةِ وَالصِّيَامِ وَغَيْرِ ذٰالِكَ (اس میت کے ذمہ جو روزے اور نمازیں وغیرہ رہ چکی ہیں انہیں ساقط کرنے کے لئے میں یہ قرآن مجید مع نقد وجنس دیتا ہوں) فقیر قبول کرلے پھر یہ فقیر وہ فدیہ دوسرے فقیر کو دے دے یا ولی میت کو ہبہ کردے اور ولی دوسرے فقیر کو دیدے اور نیت وہی کرے جو ندکور ہوئی اس طرح اتنی دفعہ ایک دوسرے کو دیا جائے کہ نماز روزہ وغیرہ کی تعداد کا فدیہ پورا ہو جائے۔

مطلق حیلے کا جواز

یہ جاننے کے لئے کہ آیا حیلہ جائز ہے یا نہیں ہمیں قرآن وحدیث اور اقوال فقہاء کیطرف رجوع کرنا ہوگا۔ تتبع اور تلاش سے پتہ چلتا ہے کہ حرام کو دفع کرنے یا ضرورۃ شرعیہ کو پورا کرنے کے لئے حیلہ جائز ہے چنانچہ:۔

(۱) جب حضرت ایوب علیہ السلام نے دیر سے آنے پر اپنی اہلیہ محترمہ کو سو لکڑیاں مارنے کی قسم کھائی تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا خذ بیدك ضغثا فاضرب به ولا تحنث کہ آپ اپنے ہاتھ میں جھاڑو لیکر انہیں ماریں اور قسم نہ توڑیں کیا یہ حیلہ کی تعلیم نہیں ہے۔

(۲) حضرت یوسف علیہ السلام بنیامین کو اپنے پاس رکھنا چاہتے تھے ساتھ ہی یہ ارادہ تھا کہ حقیقت کا انکشاف نہ ہو اس لئے یہ حیلہ اختیار فرمایا کہ شاہی پیالہ حضرت بنیامین کے کجاوے میں رکھوا دیا اور تلاش سے پہلے بھائیوں سے پوچھ لیا کہ چور کی سزا کیا ہے انہوں نے کہا کہ مال کا مالک چور کو غلام بنالے تلاشی ہوئی پیالہ مل گیا اس طرح آپ نے حضرت بن یامین کو اپنے پاس رکھ لیا حالانکہ مصر کے قانون میں گنجائش نہ تھی ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔ كذالك كدنا ليوسف ط ما كان

Marfat.com

لیاخذ اخاہ فی دین الملک الا ان یشاء اللہ ہم نے یوسف علیہ السلام کو یہ تدبیر بتائی بادشاہی قانون میں آپ اپنے بھائی کو نہیں لے سکتے تھے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ملاحظہ ہو کیا خوب حیلہ سکھایا گیا۔

(۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب حضرت خضر سے وعدہ کیا تو کہا سَتَجِدُنِیۡ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ صَابِرًا یعنی آپ مجھے انشاء اللہ صابر پائیں گے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انشاء اللہ کی قید کا اضافہ کرکے اپنی کلام کو جھوٹ ہونے سے بچا لیا یہ بھی ایک حیلہ تھا۔

(۴) نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کی کہ میں نے یہ کہہ دیا ہے کہ اگر میں نے اپنے بھائی سے کلام کی تو میری بیوی کو تین طلاقیں اب مجھے کیا کرنا چاہیئے آپ نے فرمایا تم اپنی عورت کو ایک طلاق دے دو عدت گذرنے پر اپنے بھائی سے بات کر لو بعد ازاں اس عورت سے نکاح کر لو اب وہ تین طلاقیں واقع نہیں ہوں گی چاہے بھائی سے گفتگو کرتے رہو۔ دیکھا آپ نے تین طلاقوں سے بچنے کا کیا بہترین طریقہ (حیلہ) سکھایا (یہ چار مثالیں شمس الائمہ سرخسی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مبسوط جہ ۳۰ صہ ۲۰۹ پر ذکر کی ہیں)

(۵) حضرت سارہ نے ایک دفعہ قسم اٹھائی کہ مجھے موقعہ ملا تو حضرت ہاجرہ کا کوئی عضو کاٹ دوں گی حضرت ابراہیم علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی کہ ان کی صلح کرا دیں حضرت سارہ نے فرمایا میری قسم کس طرح پوری ہوگی آپ نے فرمایا کہ حضرت ہاجرہ کے کان چھید دیں (حموی صہ ۱۱۱ علی الاشباہ والنظائر فن خامس مطبوعہ نول کشور)

(۶) حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عمدہ کھجوریں لائے آپ نے پوچھا یہ کہاں سے لائے عرض کی کہ میرے پاس ردی کھجوریں تھیں دو صاع دیکر ایک صاع عمدہ کھجوریں لے آیا ہوں فرمایا کہ یہ تو خالص سود ہے ایسا نہ کرو اگر تم خریدنا چاہو تو کھجوروں کو الگ بیچ دو پھر ان کی قیمت سے اچھی کھجوریں خرید لو متفق علیہ (مشکوٰۃ شریف باب الربوٰ صہ ۲۴۵)

کتب فقہ و حدیث کے مطالعہ سے بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ بہت سے جائز مقاصد کی تحصیل کے لئے مختلف حیلے اختیار کرنے پڑتے ہیں کیونکہ حیلہ کہتے ہیں الحذق فی تدبیر الامور وھی تقلیب الفکر حتی یھتدی الی المقصود (الاشباہ والنظائر فن خامس) یعنی دور اندیشی اور معاملات کا اس طرح انتظام کرنا کہ مقصد کی طرف راستہ مل جائے حتیٰ کہ مجتہد فی المذہب حضرت امام محمد متوفی

Marfat.com

۱۸۹ھ رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی ایک کتاب تصنیف فرمائی جس کا نام ہی کتاب الحیل" (شرعی حیلوں کی کتاب) رکھا چونکہ اس میں "حیلہ" اسقاط" کی ایک صورت بیان کی گئی تھی اس لئے مخالفین نے اسی میں عافیت سمجھی کہ یہ کہہ دیا جائے کہ یہ کتاب امام محمد کی ہی نہیں ملاحظہ ہو "راہ سنت" صفحہ ۲ میں ہے کہ ملا ابو محمد عبد القادر القرشی الحنفی المتوفی ۷۷۵ھ لکھتے ہیں کہ :۔ قال ابو سلیمان الجرجانی کذبوا علی محمد لیس لہ کتاب الحیل انما کتاب الحیل للوراق امام ابو سلیمان جرجانی کہتے ہیں کہ لوگوں نے امام محمد پر جھوٹ کہا ہے کتاب الحیل ان کی نہیں کتاب الحیل تو وراق کی لکھی ہوئی ہے (جواہر المضیہ صفحہ ۲) حالانکہ مجتہد فی المسائل امام شمس الائمہ سرخسی متوفی ۴۹۰ھ نے گو حضرت ابو سلیمان جوزجانی متوفی ۲۰۰ھ کا یہ قول نقل کیا کہ کتاب الحیل حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کی نہیں مگر ساتھ ہی فرمایا کہ :۔ واما ابو حفص رحمہ اللہ تعالیٰ کان یقول ہو من تصنیف محمد رحمہ اللہ تعالیٰ وکان یروی عنہ ذالک وھو الاصح فان الحیل فی الاحکام المخرجۃ عن الاٰثام جائزۃ عند جمہور العلماء وانما کرہ ذالک بعض المتعسفین لجہلہم وقلۃ تاملہم فی الکتاب والسنۃ (مبسوط ج ۳۰ ص ۲۰۹) ابو حفص رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے تھے کہ کتاب الحیل امام محمد ہی کی تصنیف ہے اور ابو حفص امام محمد سے اسے روایت بھی کرتے تھے شمس الائمہ فرماتے ہیں یہی اصح ہے کیونکہ احکام میں جو حیلے امام سے منقول ہیں وہ جمہور علماء کے نزدیک جائز ہیں انہیں بعض تنگ نظر لوگوں نے جہالت اور کتاب و سنت میں پوری طرح تامل نہ کرنے کی وجہ سے ناپسند رکھا ہے۔

کیا امام ابو حفص کبیر متوفی ۲۱۶ھ کے قول اور امام شمس الائمہ سرخسی کی تائید و توثیق سے بھی کتاب الحیل کا امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصنیف ہونا قابل تسلیم نہیں ہوگا محض اس وجہ سے کہ ابو سلیمان جوزجانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے انکار کیا ہے تو اس انکار کی وجہ بھی سن لیجئے علامہ ابن نجیم مصری متوفی ۹۶۹ھ اشباہ والنظائر فن خامس میں فرماتے ہیں :۔ واختلف مشائخنا فی التعبیر عن ذالک فاختار کثیر التعبیر بکتاب الحیل واختار کثیر کتاب المخارج واختارہ فی الملتقط وقال قال ابو سلیمان کذبوا علی محمد لیس لہ کتاب الحیل ہمارے مشائخ کا فن حیل کے نام میں اختلاف ہے بہت سے مشائخ نے کتاب الحیل کو پسند کیا اور کثیر نے کتاب المخارج کو اختیار کیا اسی نام کو ملتقط میں اختیار کیا اور فرمایا کہ ابو سلیمان کہتے ہیں لوگوں نے جھوٹ کہا۔ کتاب الحیل امام محمد کی نہیں۔

اس عبارت سے واضح طور پر پتہ چلتا ہے کہ ابو سلیمان رحمۃ اللہ تعالیٰ کا اختلاف نام کی حد تک ہے کہ نام کتاب الحیل ہونا چاہیئے یا کتاب المخارج (منہیات سے بچنے کے ذرائع پر مشتمل کتاب) مبسوط کی عبارت بھی اسی طرف مشیر ہے ملاحظہ ہو۔ فکیف یظن بمحمد رحمہ اللہ تعالیٰ انہ سمّٰی شیئاً من تصانیفہ بھذا الاسم لیکون ذالک عونا للجہال علی مایتقولون (ج۳ ص۲۰۹) امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں کیسے گمان کیا جا سکتا ہے کہ انہوں نے اپنی کسی تصنیف کا یہ نام رکھا ہو اس سے تو جاہلوں کو اپنی باتوں پر تقویت ملے گی۔

دیکھئے کہ ان عبارتوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ابو سلیمان جوزجانی رحمہ اللہ تعالےٰ محض اس نام کے قائل نہ تھے کیونکہ جاہل لوگ اس نام کی بنا پر مزاح اڑاتے تھے مگر یار لوگ صرف یہ جانتے ہیں کہ چونکہ اس میں ایک بات ہمارے مخالف ہے اس لئے ہم اسے مانتے ہی نہیں۔ اسی طرح مطلق حیلے کی تائید میں عالمگیری، حموی شرح اشباہ والنظائر اور مبسوط وغیرہ کی غیر مبہم عبارات لائق دید ہیں والفظ للمبسوط۔ فالحاصل ان مایتخلص بہ الرجل من الحرام او یتوصل بہ الی الحلال من الحیل فھو حسن وانما یکرہ ذالک ان یحتال فی حق لرجل حتی یبطلہ او فی باطل یموھہ او فی حق حتی یدخل فیہ شبہۃ ج۳ ص۲۱۰) خلاصہ یہ کہ جس حیلے کے ذریعے آدمی حرام سے بچے یا حلال تک پہنچے وہاں تک بہتر ہے البتہ وہ حیلہ مکروہ ہے جس کے ذریعے کسی کا حق باطل کیا جائے یا باطل خوشنما بنا دیا جائے یا کسی کے حق میں شبہ پیدا کر دیا جائے۔ امام شمس الائمہ سرخسی فرماتے ہیں کہ پہلی قسم تو نیکی و پرہیزگاری میں تعاون ہے جس کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى دوسری قسم برائی اور گناہ میں امداد ہے جس سے وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ کے ذریعے منع کیا گیا ہے۔ بلکہ امام شمس الائمہ سرخسی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تو یہاں تک لکھ دیا ہے کہ:۔ فمن کرہ الحیل فی الاحکام فانما یکرہ فی الحقیقۃ احکام الشرع وانما یقع مثل ھذہ الاشیاء من قلۃ التامل (مبسوط ج۳ ص۲۱۰) جو شخص احکام میں حیلے کا انکار کرتا ہے وہ درحقیقت احکام شرعی کا منکر ہے ایسی باتیں غور و فکر کی کمی سے پیدا ہوتی ہیں۔

حیلہ اسقاط کا ثبوت

اصل میں تو فدیہ روزے کا ثابت ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین جو روزہ نہ رکھ سکیں وہ روزے

Marfat.com

کے عوض ایک مسکین کو کھانا کھلائیں فدیئے کی مقدار بیان ہوچکی ہے فقہائے کرام نے فرمایا کہ جب شیخ فانی کی طرف سے روزے کا فدیہ عند اللہ منظور ہے حالانکہ امکان ہے کہ کسی وقت اسے روزہ رکھنے کی قدرت حاصل ہو جائے مُردہ تو یکسر عاجز ہو چکا ہے اسے اس بات کی زیادہ ضرورت ہے کہ اس کی طرف سے فدیہ دیا جائے اگر اس نے وصیت کر دی ہے تو وارثوں پر ترکے کے تیسرے حصے سے نہ صرف روزوں کا بلکہ نمازوں کا فدیہ بھی ادا کرنا لازم ہوگا اور اگر وصیت نہیں کی تو وارث اپنے طور پر فدیہ ادا کر سکتے ہیں۔

سوال یہ صحیح ہے کہ روزے کے عوض گندم وغیرہ کو بطور فدیہ دینا قرآن مجید سے ثابت ہے لیکن یہ ایسا مسئلہ ہے جسے صرف عقل سے نہیں جانا جاسکتا کیونکہ عقل تو صرف یہ فیصلہ کر سکتی ہے کہ روزے کے بدلے روزہ رکھ لیا جائے یہ فیصلہ نہیں کر سکتی کہ روزے کے بدلے کھانا کھلانا کافی ہوگا اور قاعدہ ہے کہ قرآن و حدیث سے اگر ایسا حکم ثابت ہو جو عقل سے نہ جانا جاسکے تو اس پر قیاس نہیں کیا جاسکتا تم نے روزے کے فدیئے پر قیاس کر کے یہ فیصلہ کیوں کر دیا ہے کہ اگر مرنے والے نے وصیت کر دی ہو تو اس کی نمازوں کا فدیہ بھی وارث پر ادا کرنا ضروری ہے۔

جواب نماز کے فدیئے کو روزے کے فدیئے پر قیاس نہیں کیا گیا بلکہ یہ حکم احتیاط کے تحت دیا گیا ہے جس طرح شیخ فانی (وہ شخص جو انتہائی کمزوری کی وجہ سے روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو نہ آئندہ طاقت کی امید ہو) سے اللہ تعالیٰ روزے کے بدلے میں فدیہ قبول کر لیتا ہے اسی طرح اگر نماز کی طرف سے بھی فدیہ قبول کرلے تو اس کے لطف و کرم سے کوئی بعید نہیں (اور یہی مقصود ہے) اور اگر نماز کی طرف سے قبول نہ فرمائے تو صدقے کا ثواب بہر حال پہنچ جائے گا جس سے غالباً کسی دیوبندی وہابی کو بھی انکار نہ ہوگا بادشاہ عالمگیر کے استاد ملا جیون رحمہما اللہ تعالیٰ اپنی شہرہ آفاق کتاب نور الانوار ص۵۱ میں لکھتے ہیں۔

والصلوٰۃ نظیر الصوم بل اھم منہ فی الشان والرفعۃ فامرنا بالفدیۃ عن جانب الصلوٰۃ فان کفت عنہا عند اللہ فبہا والا فلہ ثواب الصدقۃ ولہذا قال محمد فی الزیادات تجزئہ انشاء اللہ تعالیٰ والمسائل القیاسیۃ لا تعلق لہا بالمشیۃ

Marfat.com

نماز روزے کیطرح ہے بلکہ شان و رفعت میں اس سے بھی اہم ہے اس لئے ہم نے کہا کہ نماز کیطرف سے بھی فدیہ دینا چاہیئے اگر یہ فدیہ عنداللہ نماز کیطرف سے مقبول ہوا تو فبہا ورنہ میت کو صدقے کا ثواب مل جائیگا اسی لئے امام محمد نے زیادات میں فرمایا یہ صدقہ نماز کی طرف سے انشاء اللہ تعالیٰ کافی ہوگا حالانکہ قیاسی مسائل میں انشاء اللہ نہیں کہا جاتا

انشاء اللہ اسی لئے کہا گیا ہے کہ یہ احتیاط کی بنا پر فیصلہ کیا گیا ہے اور جو مسائل قیاس سے بیان کئے جائیں ان کے ساتھ انشاء اللہ نہیں کہا جاتا۔ اسی طرح ملاجیون رحمۃ اللہ تعالیٰ نے تفسیرات احمدیہ میں بھی فرمایا ہے۔ رہا یہ کہ قرآن مجید سمیت نقد اور غلہ ایک آدمی دوسرے کو دے اور وہ تیسرے کو دے۔ یہ فعل اس کثرت و تعداد سے کیا جائے کہ عمر بھر کے فرائض کے فدیے کی مقدار پوری ہو جائے اس کے متعلق فقہ کی مشہور کتاب "نور الایضاح" میں ہے کہ اگر کسی شخص نے کچھ مال فدیے کے طور پر دینے کی وصیت کی اور وہ مال اس کے فرائض کے لئے ناکافی ہے یا اس کے ترکہ کا تیسرا حصہ ناکافی ہے یا وصیت ہی نہیں کی تو میت کو بری کرنے کا حیلہ یہ ہے۔

يدفع ذالك المقدار للفقير فيسقط عن الميت بقدره ثم يهبه الفقير للولى ثم يدفعه للفقير فيسقط بقدره ثم يهبه الفقير للولى ويقبضه ثم يدفعه الولى للفقير حتى يسقط ما كان على الميت من صلوة وصيام (نور الایضاح ص ۲۶۳ برحاشیہ طحطاوی)

وہ مقدار فقیر کو دیدے اس کے برابر میت کے ذمہ سے فرائض ساقط ہو جائیں گے پھر وہ فقیر کل کو ہبہ کر دے اور ولی قبض کر کے پھر فقیر کو دیدے اس کے برابر اور فرائض ساقط ہو جائیں گے پھر فقیر ولی کو ہبہ کر دے ولی پھر فقیر کو دے یہ سلسلہ یہاں تک جاری رہے کہ میت کے تمام روزے اور نمازیں ساقط ہو جائیں۔

امام اجل علامہ تفتازانی متوفی ۷۹۲ھ رحمۃ اللہ تعالیٰ اصول فقہ کی مشہور ترین کتاب تلویح میں اداء و قضا کی بحث میں فرماتے ہیں:۔ قوله فقلنا بالوجوب احتياطا اى لا قياسا ولا دلالة لان المعنى المؤثر فى ايجاب الفدية كالعجز مثلا مشكوك لا معلوم الا انه على تقدير التعليل بالعجز تكون الفدية فى الصلوة ايضا واجبة بالقياس الصحيح وعلى تقدير عدم التعليل تكون حسنة مندوبة ممحوسية فيكون القول بالوجوب احوط ويرجى قبولها ولهذا قال محمد فى الزيادات فى فدية الصلوة يجزيه انشاء الله تعالى ہم نے احتیاطاً

وجوب کا قول کیا یعنی قیاس اور دلالت سے نہیں کیونکہ مثلاً عجز کا فدیئے کے وجوب کیلئے سبب ہونا غیر یقینی ہے اگر عجز علت بنے تو قیاس صحیح کی بناء پر نمازیں بھی فدیہ واجب ہوگا اور اگر علت نہ بنے تو فدیہ بہتر و مستحب اور گناہوں کو مٹانے والا ہوگا لہٰذا وجوب ہی کے قول میں زیادہ احتیاط ہے اور اس کی قبولیت کی قوی امید ہے اسی لئے امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے زیادات میں نماز کے فدیئے کے متعلق فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ اسے کافی ہوگا حاشیہ تلویح میں ہے :۔

اما اذا اوصی المیت فبالاتفاق واما فیما یتبرع به الوارث بلا ایصاء ففیه اختلاف فقیل لا یسقط (الی ان قال) وقیل یسقط انشاء اللہ تعالیٰ کما فی الایصاء لان دلیل الجواز الرجاء ای سعة رحمته تعالیٰ وکمال کرمه سبحانه وذالك یشمل الایصاء وغیرہ وفی النوازل سئل ابو القاسم عن امرأة ماتت وقد فاتتها صلوات عشرة اشهر ولم تترك مالا قال ولو استقرض ورثتها قفیز حنطة ودفعها مسکینا ثم یهبها المسکین لبعض ورثتها ثم یتصدق بها علی المسکین فلم یزل یفعل کذالك حتی یتم لکل صلوة نصف صاع یجزئ ذالك عنها کذا فی التحقیق جب میت وصیت کر جائے تو اس میں اتفاق ہے اور جب وارث بلا وصیت اپنے طور پر فدیہ دیں تو اس میں اختلاف ہے بعض نے کہا ساقط نہیں ہوتا اور بعض نے کہا انشاء اللہ تعالیٰ ساقط ہو جائیگا جیسے کہ وصیت کی صورت میں کیونکہ دلیل جواز امید واثق اور اللہ تعالیٰ کی رحمت واسعہ ہے اور یہ وصیت کرنے نہ کرنے دونوں صورتوں کو شامل ہے نوازل میں ہے کہ ابو القاسم سے ایک ایسی میت عورت کے متعلق سوال کیا گیا جس کی دس ماہ کی نمازیں رہ گئی تھیں اور اس نے کچھ مال نہیں چھوڑا انہوں نے فرمایا کہ اگر میت کے وارث ایک قفیز گندم قرض لے کر مسکین کو دیدیں پھر مسکین وہی گندم کسی وارث کو دیدے وارث پھر مسکین پر صدقہ کرے یہ معاملہ یہاں تک جاری رہے کہ ہر نماز کیلئے نصف صاع گندم ادا ہو جائے تو یہ ان نمازوں کی طرف سے کافی ہو جائیگا۔

علامہ احمد بن محمد اسمٰعیل طحطاوی متوفی ۱۲۳۱ھ در مختار کی شرح میں فرماتے ہیں۔

فما یفعل الان من تدویر الکفارة بین الحاضرین وکل یقول للآخر وهبت هذه الدراهم لاسقاط ما علی ذمة فلان من الصلوة والصیام ویقبله الآخر صحیح

Marfat.com

(طحطاوی شرح درمختار جلد۱ صفحہ) اب جو کفارہ اور فدیہ حاضرین کے درمیان پھیرا جاتا ہے اور ہر شخص دوسرے سے کہتا ہے کہ یہ رقم میں نے میت کے ذمہ سے نماز روزہ ساقط کرنے کے لئے تمہیں دی اور دوسرا قبول کر لیتا ہے صحیح ہے۔) دُرمختار میں تو یہاں تک لکھا ہے کہ:-

ولولم يترك مالا يستقرض وارثه نصف صاع ثم يدفعه الفقير للوارث ثم وثم حتى يتم

(اگر میت نے کچھ مال نہ چھوڑا تو وارث نصف صاع گندم قرض لیکر فقیر کو دیدے فقیر وارث کو دیدے اور وارث فقیر کو حتیٰ کہ مقدار پوری ہو جائے) اسی طرح عالمگیری جلد اول صلا طحطاوی علی مراقی الفلاح ص۲۴۱، خلاصۃ الفتاوی ص۱۹۲ وغیرہ میں ہے۔

حیلے میں قرآن مجید کا شامل کرنا بھی جائز ہے اولاً اسلئے کہ حیلے کے جواز کی مدار دو چیزوں پر ہے اوّل وسعتِ رحمتِ الٰہی اور کمالِ کرم۔ دوّم اگر نمازوں کی طرف سے فدیہ قبول نہ ہوا تو صدقے کا ثواب مل ہی جائیگا۔ جب گندم اور نقد دینے سے قبولیت و مغفرت کی اُمید کی جا سکتی ہے تو قرآن مجید دینے سے یہ امید کیوں نہیں کی جا سکتی آخر قرآن مجید بھی تو کاغذ و طباعت کے لحاظ سے مالِ متقوم ہے بلکہ قرآن مجید دینے سے قبولیت اور مغفرت کی امید زیادہ ہے۔ امام اہل سنت اعلیٰحضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ سے کسی نے عرض کیا کہ اسقاط کی حالت میں چند سیر گندم اور قرآن کریم دیا جاتا ہے اس میں کل کفارہ ادا ہو جائیگا یا نہیں؟ **ارشاد!** جتنی قیمت قرآن عظیم کی بازار میں ہے اتنے کا کفارہ ادا ہو جائیگا احکام شریعت حصہ سوم ص۲۵ فتاوی رضویہ جلد ص۵۵

ثانیاً اسلئے کہ فقیہ جلیل امام الہدیٰ ابو اللیث سمرقندی متوفی ۳۷۳ھ فرماتے ہیں:-

حدثنا العباس بن سفيان عن ابن علية عن ابن عون عن محمد عن عبد الله قال قال عمر ايها المؤمنون اجعلوا القرآن وسيلة لنجاة الموتى فتحلقوا و تولوا اللهم اغفر لهذا الميت بحرمة القرآن المجيد وتناولوا بايديكم متناوبة وفعل عمر رضى الله تعالى عنه فى آخر الخلافة بمثله فى زمانه لامرأة ملقبة بحبيبة بنت عبيد زوجة قلاب (وفى نسخة ملاب) بجزء من القرآن من مَالِي إلى عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ وشاع فعله فى زمان خلافة عثمان بانكار مروان بغداد وقال الامام السمرقندى ثم اشتهر فى خلافة هارون الرشيد من غير

Marfat.com

انعمت رنکیر دوران القرآن لحیلۃ الاسقاط فسندہ ثابت عن عمر وان لم یذکر فی الکتب المشہورۃ من الاحادیث ولکنہ مذکور فی بعض الکتب من التواریخ بسند قوی (دہمیں عباس بن سفیان نے ابن علیہ سے روایت کی انہوں نے ابن عون سے انہوں نے محمد سے انہوں نے عبداللہ سے انہوں نے کہا کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے ایمان والو تم قرآن کو مردوں کی نجات کا وسیلہ بناؤ لہٰذا دائرہ بنا کر عرض کرو اے اللہ اس میت کو قرآن مجید کے صدقے بخشدے اور یکے بعد دیگرے قرآن مجید لیتے جاؤ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آخر خلافت میں اسی طرح قلاب کی زوجہ حبیبہ بنت عرید کیلئے قرآن مجید کے ایک حصّے مالی سے عم یتساءلون تک دور کروایا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانے میں مروان کے انکار پر بغداد میں یہ طریقہ شائع ہوا۔ امام سمرقندی کہتے ہیں کہ ہارون الرشید کے دورِ خلافت میں بغیر کسی انکار کے حیلۂ اسقاط کے لئے قرآن مجید پھیرنا رائج ہوا۔ اس کا اصل حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت ہے اگرچہ حدیث کی مشہور کتب میں مذکور نہیں لیکن تاریخ کی بعض کتب میں قوی سند کے ساتھ مذکور ہے۔

چنانچہ صاحب فتوح نے اور دو سندوں سے یہی روایت ذکر کی ہے (فتاویٰ سمرقندی بحوالہ "راہِ سنت") درۃ البر میں امام محمد کی کتاب الحیل سے منقول ہے:۔

قال الامام محمد اسہل طریقتہ ان یبیع الوارث علی الفقیر مصحفا صحیحا قابلا للقراءۃ بغبن فاحش ثم یہب الفقیر لہ ثم وثم حتی یستتم لعل اللہ یجعلہ فدیۃ فی مقابلۃ الصوم والزکوٰۃ والمنذورات اھ (بحوالہ راہِ سنت) امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حیلہ اسقاط کا آسان طریقہ یہ ہے کہ وارث ایک صحیح قرآن مجید پڑھنے کے قابل کسی فقیر کے پاس بیش قیمت پر فروخت کر دے پھر فقیر وارث کو ہبہ کر دے یہ سلسلہ یہاں تک ہو کہ میت کے فرائض کے کفارے کی مقدار پوری ہو جائے ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ میت کی نمازوں اور روزوں اور نذور کا فدیہ بنا دے۔

یہی وہ عبارت ہے جس کی بنا پر مخالفین نے یہاں تک کہہ دیا کہ کتاب الحیل امام محمد ہی کی نہیں اس کی تحقیق مذکور ہو چکی ہے

Marfat.com

حیلۂ اسقاط پر وارد ہونے والے اعتراضات کے جوابات

مخالفین اس مسئلے پر مختلف شبہات پیش کرتے ہیں ان میں سے چند ایک کے جوابات

اعتراض ۱ میت کے ترکہ سے بعض بچوں کا تعلق ہوتا ہے اور بعض ایسے افراد کا جو غائب ہوتے ہیں بچے کے مال کو حیلہ اسقاط وغیرہ کے لئے بالکل صرف نہیں کیا جاسکتا اور غائب کی اجازت کے بغیر اس کا حق کیسے صرف کیا جاسکتا ہے دونوں صورتوں میں حیلہ اسقاط ناجائز ہے

جواب اس شبہ کی بنا پر تو ایصال ثواب کو بھی ناجائز کہہ دینا چاہیئے کیونکہ یہ بات تو وہاں بھی پائی جاتی ہے کہ میت کے ترکے سے بچوں اور بعض غائب افراد کا حق متعلق ہوتا ہے یہ صحیح ہے کہ بچے کے مال کو ایسے امور میں صرف نہیں کیا جاسکتا اور غائب کے مال کو صرف کرنا اس کی اجازت پر موقوف ہے لیکن اس کا معنے یہ نہیں کہ حیلہ اسقاط کی کوئی صورت ہی نہ رہے بلکہ اگر مرنے والے نے صدقہ وخیرات اور حیلہ اسقاط کی وصیت کردی ہو تو اس کے مال کے تہائی حصے کو لازماً اس طرف خرچ کرنا ہوگا اس صورت میں بچوں اور غائبین کا کچھ دخل ہی نہیں اور اگر وصیت نہیں بھی کی تو عاقل بالغ موجود وارث ایسا تو نہیں ہوگا کہ میت کے مال پر ہی آس لگائے بیٹھا ہو اپنے پاس سے مال صرف کر کے حیلہ اسقاط کر سکتا ہے یا وراثت میں سے اپنے حصے کو اس طرف خرچ کر دے تو بھی کوئی حرج نہیں ابھی تو تھوڑا سا مال خیرات کرنا ہے اور اگر پورا فدیہ ادا کرنا پڑ جائے تو شاید آپ کو کیا کیا مکر وفریب یاد آجائیں گے۔

اعتراض ۲ حیلہ اسقاط تو ایسے ہی ہے جیسے کوئی آدمی زکوٰۃ کے کئی سو روپے مٹکے میں ڈالکر اوپر گندم ڈالدے اور کسی فقیر کو دیدے پھر وہی مٹکا روپوں سمیت چند روپے دیکر خرید لے یہ تو فریب ہے لہذا حیلۂ اسقاط بھی فریب ہوا۔

جواب اکثر منکرین حیلۂ اسقاط ائمہ کے اجتہاد اور قیاس تک کو نہیں مانتے اور خود جہاں جی چاہا قیاس کرنے بیٹھ گئے حالانکہ انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ اجتہاد

Marfat.com

وقیاس کسی اور کا کام ہے لِکُلِّ فَنٍّ رِجَالٌ (ہر فن کے لئے اس کے مناسب کچھ لوگ ہوتے ہیں)

ع طعمۂ ہر مرغکِ انجیر نیست کیونکہ صورۃ مذکورہ میں ٹکا دیتے وقت اور اسی طرح لیتے وقت فقیر پر یہی ظاہر کیا جا رہا ہے کہ تمہیں گندم دی جا رہی ہے روپے اس کی نظر سے چھپا دیئے گئے ہیں ورنہ وہ فقیر کسی طرح بھی چند روپوں پر ٹکا فروخت کرنے کے لئے تیار نہ ہوتا اس لئے یہ فریب ہے بخلاف حیلۂ اسقاط کہ اس میں فقرا اور مستحقین کو پتہ ہے کہ اتنا مال ہمیں دیا جائیگا۔ دور کرنے سے ان کا کچھ نقصان نہیں البتہ میت کو فائدہ ہے کیونکہ جب ہر شخص اس مال اسقاط کو قبض کر کے مالک بن گیا تو جب وہ دوسرے کو دیگا تو اسے نیا ثواب ملیگا اس لئے کہ ملک کے بدلنے سے حکم بدل جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت بریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا گوشت پکا رہی تھیں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اس میں ہمارا حصہ نہیں؟ عرض کی حضور یہ صدقے کا گوشت ہے اور آپ صدقے کا مال نہیں کھاتے آپ نے فرمایا۔ لَكِ صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ تیرے لئے صدقہ ہے اور ہمارے لئے ہدیہ ہے (توضیح شرح تنقیح) اب اگر کسی شخص کو میت کا فائدہ پسند نہیں تو وہ چاہے حیلۂ اسقاط کر کے اپنے اموات کو نفع نہ پہنچائے

اعتراض ۳ حیلۂ اسقاط چونکہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام اور تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانہ میں نہ تھا اس لئے ناجائز ہوا۔

جواب حیلۂ اسقاط ایصال ثواب ہی کی ایک قسم ہے اور کون باخبر یہ کہہ سکتا ہے کہ خیر القرون میں ایصال ثواب نہیں ہوتا تھا۔ رہا دور تو وہ محض رحمت الٰہی کے حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہے نہ معلوم کیا وجہ ہے کہ منکرین انہی طریقوں سے منع کرنے کے درپے رہتے ہیں جو رحمت الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہیں۔ غضب الٰہی کے اسباب سے منع کرنے کی انہیں فرصت ہی کم ملتی ہے۔

اعتراض ۴ اس طرح لوگوں کے دلوں سے احساس جرم جاتا رہے گا وہ جب سمجھیں گے کہ نماز روزہ ادا کئے بغیر حیلے کے ذریعے خلاصی ہو سکتی ہے تو ادا کرنے کی کیا ضرورت؟

جواب پھر تو آپ توبہ اور شفاعت کا بھی انکار کر دیں گے کیونکہ کہا جا سکتا ہے کہ

Marfat.com

جب اسطرح نجات مل سکتی ہے تو عبادات کے ادا کرنے اور گناہوں سے بچنے کی کیا ضرورت ہر عقل و دانش رکھنے والا ہر شخص جانتا ہے کہ ہمیں شریعت مطہرہ کی پابندی ہی کرنی چاہیئے احکام کی ادائیگی نہ ہو سکی تو لازماً قضا کرنی چاہیئے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اگر شامتِ نفس سے کچھ کوتاہیاں ہو گئی ہیں تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہو جانا چاہیئے بلکہ جب تک ہمیں شریعت کے مطابق کوئی راستہ ملیگا اسی کو اپنائیں گے۔

اعتراض ۵

منافقوں کے بارے میں ارشاد باریتعالیٰ ہے:۔ يُخَادِعُونَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا کہ وہ اللہ اور مومنوں کو فریب دینے کی کوشش کرتے ہیں حیلہ اسقاط میں بھی فریب ہے کہ کچھ مال دیکر بہت سے فرائض کو معاف کرانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

جواب

مخالفین اہلسنت وجماعت کی یہ رسم نئی نہیں ہے کہ بتوں کے بارے میں وارد شدہ آیات کو اولیاء و انبیاء پر چسپاں کریں اور منافقوں سے متعلق آیات کو مسلمانوں پر منطبق کریں حیلۂ اسقاط کو دھوکہ یا فراڈ کہنا محض بے جا ہے اس شرعی طریقہ سے اللہ تعالیٰ کے دامنِ رحمت کا سہارا لیا جاتا ہے کسی کو نقصان پہنچانا یا کسی کی حق تلفی مقصود نہیں اور بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت شامل ہو جائے کیونکہ رحمتِ حق بہانہ می جوید۔ رحمتِ حق بہانہ می جوید۔ مطلق حیلے کا ثبوت آیات واحادیث سے بیان ہو چکا ہے کیا اسے بھی فریب کا نام دیا جائیگا۔ تعجب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دامنِ رحمت سے منقطع کرنے کے لئے بے بنیاد حیلے بہانے تراشتے وقت يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ پر نظر نہیں رہتی۔

اعتراض ۶

بنی اسرائیل نے ہفتے کے دن مچھلی کا شکار کرنے کے لئے ایک حیلہ ایجاد کیا تھا جس کی پاداش میں بندر بنا دیئے گئے بحکم الٰہی كُوْنُوْا قِرَدَةً خَاسِئِيْنَ تم کس خوش فہمی میں مبتلا ہو کر حیلے کرتے ہو۔

جواب

بنی اسرائیل کے لئے ہفتے کے دن شکار حرام تھا انہوں نے حیلے کے ذریعے حرام کو حلال بنانے کی کوشش کی تھی لہذا سزا ملی کیا تمہارے نزدیک

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کی رحمت کا امید وار ہونا اور میت کی مغفرت کے لئے ایصال ثواب کا ایک طریقہ اختیار کرنا بھی حرام ہے جس کی بنا پر حیلہ کرنے والوں کو قہر و غضب الٰہی کے مستحق ٹھہراتے ہو۔

اعتراض: فتاویٰ سمرقندی کی عبارت تمہارے لئے مفید نہیں کیونکہ صاحب فتاویٰ ابوللیث سمرقندی اگرچہ بہت بڑے فقیہ تھے مگر فن روایت و حدیث میں انکا کوئی اعتبار نہیں نیز دوسری سند صاحب فتوح کے حوالے سے بیان کیگئی ہے اور صاحب فتوح محمد بن عمر واقدی محدثین کے نزدیک قابل اعتبار ہی نہیں یہ بھی ملحوظ رہے کہ دوسری اور تیسری سند کے اکثر رواۃ یا تو غیر معتبر ہیں اور یا ہیں ان کا پتہ نہیں چل سکا کہ وہ کون تھے اور ہم اس بات کے مکلف نہیں کہ نامعلوم لوگوں سے دین لیتے پھریں۔ (راہ سنت)

جواب: اسے کہتے ہیں تعصب اور خود آرائی کہ جسے چاہا مجروح کہہ دیا اور جسے چاہا یہ کہہ کر رد کر دیا کہ چونکہ ہمیں اس کے بارے میں پتہ نہیں چل سکا اس لئے غیر معتبر امام ابواللیث رحمہ اللہ تعالیٰ ہی کو لیجئے انکی فقاہت معترض کے نزدیک بھی مسلم ہے تاہم علامہ وقت ادیب کامل علامہ خفاجی متوفی ۱۰۶۹ھ کا فرمان انکے متعلق ملاحظہ ہو فرماتے ہیں:۔

السمرقندی ھذا ھو الامام الجلیل المعروف بامام الھدیٰ وھو نصر بن محمد بن احمد بن ابراھیم الفقیہ الحنفی المشھور صاحب التصانیف الجلیلۃ کالتفسیر والنوازل وخزانۃ الفتاویٰ وتنبیہ الغافلین والبستان توفی بلیلۃ احدیٰ عشرۃ خلت من جمادی الاُخریٰ سنۃ ۳۷۳ھ ثلث وسبعین وثلث مائۃ (نسیم الریاض شرح شفاء) سمرقندی یہی وہ امام جلیل ہیں جو امام الہدیٰ کے لقب سے مشہور ہیں آپ نصر ابن محمد بن احمد بن ابراہیم مشہور حنفی اور جلیل تصانیف کے مصنف ہیں چنانچہ تفسیر نوازل، خزانۃ الفتاویٰ، تنبیہ الغافلین اور بستان آپ کی یادگار ہیں آپ کی وفات جمادی الاخریٰ کی گیارہویں شب ۳۷۳ھ میں ہوئی۔ ان کی حدیث دانی قوت حافظہ اور تقویٰ و پرہیزگاری کا یہ عالم تھا کہ لاکھ حدیث کے حافظ تھے علوم صفار سے حاصل کئے آپ تمام عمر میں کبھی جھوٹ نہیں بولے آپ کا حافظہ ایسا قوی تھا کہ کتب امام محمد و امام وکیع و ابن مبارک و امالی امام ابو یوسف آپ کو حفظ تھیں بستان العارفین وغیرہ آپ کی یادگار ہے۔ (مقدمہ مفید المفتی صلا) مقام غور ہے کہ جس شخصیت کا فقہ، حدیث دانی خداداد یادداشت نیکی و ورع میں اس قدر بلند مقام ہو اسے فن حدیث

Marfat.com

روایت میں بالکل غیر معتبر قرار دینا کچھ آسان نہیں مگر برا ہو تعصب اور خود غرضی کا جو آدمی کو دیانت وانصاف کے اصولوں سے اندھا کر دیتے ہیں! امام واقدی کے بارے میں اگرچہ محدثین مختلف خیالات رکھتے ہیں مگر قدوۃ الاحناف محقق علی الاطلاق ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ فتح القدیر باب الماء الذی یجوز بہ الوضوء میں فرماتے ہیں:۔

عن الواقدی قال کانت بیر بضاعۃ طریقا للماء الی البساتین وھذا تقوم بہ الحجۃ عندنا اذا وثقنا الواقدی اما عند المخالف فلا لتضعیفہ ایاہ (فتح القدیر جلد اول ص۵۳) فتاویٰ رضویہ جلد ثانی مطبوعہ میرٹھ ص۳۱ ج۲ مطبوعہ مبارک پور۔(امام واقدی سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ بیر بضاعۃ باغوں کی سمت پانی کا راستہ تھا اس سے ہمارے نزدیک حجۃ ثابت ہے جب کہ ہم نے واقدی کی توثیق کی۔ مخالف چونکہ انہیں ضعیف کہتے ہیں انکے نزدیک دلیل قائم نہیں ہوگی۔)

فتح القدیر جلد اول ص۔ پھر غنیۃ المستملی للشیخ ابراہیم حلبی مصری میں ہے واللفظ للغنیۃ والصحیح فی الواقدی التوثیق قال الشیخ تقی الدین بن دقیق العید فی الامام جمع شیخنا ابوالفتح الحافظ فی اول کتابہ المغازی والسیر من ضعفہ ومن وثقہ ورجح توثیقہ وذکر الاجوبۃ عما قال فیہ اھ (امام واقدی کے متعلق صحیح توثیق ہے شیخ تقی الدین بن دقیق العید نے امام واقدی کے متعلق فرمایا کہ ہمارے شیخ نے اپنی کتاب "المغازی والسیر" کی ابتداء میں ان کی تضعیف وتوثیق کرنے والوں کا ذکر کیا اور خود ان کی توثیق کو ترجیح دی اور ان کے متعلق جو کچھ کہا گیا ہے اس کا جواب دیا۔) فتاویٰ سمرقندی کی روایت کو مندرجہ بالا وجوہ کی بنا پر موضوع اور جعلی قرار دینا علم حدیث سے بے مائیگی اور بے بصیرت ہونے کی روشن دلیل ہے۔ کیا اگر آپ کو ایک راوی کا پتہ نہیں چل سکا تو وہ حدیث جعلی ہو جائیگی آپ کو کس نے اس وہم میں مبتلا کر دیا ہے کہ آپ بھی وقت کے ابن حجر یا ابن حنبل ہیں حتی کہ اگر آپ کو کسی راوی کا پتہ نہ چل سکے تو وہ غیر معتبر ہو جائیگا۔ رہے دیگر وجوہ تو ان سے محض ضعف ثابت ہوتا ہے جس کا تدارک تعدد روایت سے ہو جاتا ہے اور خود حدیث ضعیف فضائل اعمال میں معتبر ہوتی ہے چنانچہ علامہ خفاجی رحمۃ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:۔ والذی یصلح للتعویل علیہ ان یقال اذا وجد حدیث

Marfat.com

فی فضیلۃ عمل لایحتمل الحرمۃ والکراھۃ یجوز العمل بہ رجاء للثواب اھ (اس بات پر اعتماد کیا جا سکتا ہے کہ جب ایسے عمل کی فضیلت میں حدیث وارد ہو جائے جو کہ حرمت وکراہت کا احتمال نہ رکھتا ہو اس حدیث پر امید ثواب سے عمل جائز ہے)

یہ بھی ملحوظ رہے کہ قرآن مجید پھرنے کے ثبوت کا انحصار اس روایت پر نہیں ہے بلکہ اس پر ہے کہ قرآن مجید مال متقوّم ہے جیسے اوپر بیان ہو چکا ہے۔ طالب حق کیلئے اسی قدر کافی ہے ہٹ دھرم اور ضدّی کے لیے دفتر بھی ناکافی ہے۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

کتبہٗ محمد عبد الحکیم شرف قادری

علمائے کرام کی آراء اور تصدیقات!

تقریظ منیف جامع معقول ومنقول استاذ العلماء مرجع الفضلاء مولانا عطا محمد صاحب گولڑوی زیب مسند تدریس دار العلوم امدادیہ مظہریہ بندیال شریف ضلع سرگودھا

الحمد لاھلہ والصلوٰۃ والسلام علی اھلھا اما بعد: حیلہ اسقاط ایصال ثواب کا ایک طریقہ ہے جسکے جواز میں کسی اہل علم کو کلام نہیں ہو سکتا۔ منکرین اگرچہ نفس ایصال ثواب کا زبانی اقرار تو کرتے ہیں لیکن اس کلی کے جملہ افراد کا انکار کرتے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ دراصل ایصال ثواب کے ہی منکر ہیں یا اس کلی کو افراد کے بغیر مانتے ہیں جسکو مُثُل افلاطونیہ کہا جاتا ہے کتنا ظلم ہے اگر اہلسنت اولیاء کرام کے توسل سے طلب حاجت کریں تو منکرین شرک کا فتوے لگا دیتے ہیں اور اگر بلا واسطہ اللہ تعالےٰ سے حاجت روائی کا التماس کریں تو منکرین بدعت کا

Marfat.com

حکم کرتے ہیں اب عوام بیچارے کدھر جائیں عزیز القدر حضرت مولانا الفاضل العلامہ المولوی محمد عبدالحکیم صاحب نے نہایت محققانہ انداز میں اس مسئلہ کے ہر پہلو پر کافی روشنی ڈالی ہے دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اہلسنت کو اس سے نفع عطا فرمادے منصف کیلئے ایک حرف بھی کافی ہے اور معاند کے لئے دفاتر بھی بے سُود ہیں۔

حررہ الفقیر الی اللہ الصمد المدعو بالحافظ عطا محمد الچشتی الگولڑوی عفی عنہ

تقریظ لطیف حضرت العلامۃ الفہامۃ مولانا مولوی فیض احمد صاحب صدر المدرسین و مُفتیٔ دارالعلوم غوثیہ آستانہ عالیہ گولڑہ شریف

محترمی مولانا المکرم زید مجدہم ——— السّلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

مرسلہ مکتوب و اشتہار موصول ہوئے حیلۂ اسقاط کے مالہا و ما علیہا کو نہایت خوش اسلوبی سے بیان کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ آپ کی اس خدمت کو افراط و تفریط والوں کیلئے موجب ہدایت بنائے اور مزید دینی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔

والسّلام

خیر اندیش فیض احمد عفی عنہ

تقریظ شریف جامع الفضائل منبع الفواضل فقیہ جلیل حضرت العلامۃ مولانا عبدالحق صاحب مُہتمم مدرسہ عالیہ امدادیہ مظہریہ بندیال شریف ضلع سرگودھا

الحمد لولیہ والصّلوٰۃ لاھلہا اما بعد۔ جواز حیلۂ اسقاط میں فرمان عالی شان محبوب رب العالمین خاتم النبیین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کافی ہے۔ لا تجتمع اُمّتی علی الضلالۃ یعنی میری امت کسی برے فعل پر مجتمع نہ ہوگی اور جواز حیلہ اسقاط کے نہ صرف اکثرین قائل ہیں بلکہ اس پر سختی سے عامل ہیں۔ تعامل ناس ایک دلیل شرعی ہے حیلۂ اسقاط سلف کا معمول تھا تبھی تو خلف میں اس کثرت سے رائج ہے کہ اکثرین امت اس پر کاربند ہیں حضرت فاضل محقق مولانا عبدالحکیم صاحب زاد اللہ علمہ وعرفانہ نے اپنے محققانہ انداز میں نہ صرف جواز حیلۂ اسقاط پر دلائل قائم کئے ہیں بلکہ منکرین

معاندین کے اعتراضوں کے دنداں شکن جواب بھی دیئے ہیں اللہ کریم اُن کی سعیِ جمیل کو مقبول و منظور فرمائے بجاہِ سیّد المرسلین شفیع المذنبین صلے اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔

حررہٗ محمد عبدالحق ابن حضرت مولانا مولوی یار محمد صاحب مرحوم بندیالوی۔

تائیدِ شیرِ بیشۂ اہلِ سُنّت حضرت العلامہ مولانا اللہ بخش صاحب مہتمم شمس العلوم مظفریہ رضویہ واں بھچراں ضلع میانوالی

ماقال الفاضل المجیب فھو الحق الصّریح

خادم اہلسنت ابوالفتح محمد اللہ بخش خطیب جامع مسجد شمس العلوم مظفریہ رضویہ واں بھچراں ضلع میانوالی

- رئیس العلماء والفضلاء مولانا العلامہ میاں عبدالحق صاحب غورغشتوی۔
- حضرت العلامہ فاضل جلیل مولانا احمد نبی صاحب ہزاروی مقام سنگل کوٹ علاقہ کونش (ہزارہ)
- صوفی باصفا زبدۃ الاتقیا حضرت مولانا ہدایت الحق صاحب مہتمم جامعہ حقائق العلوم غوثیہ حضرو تحصیل وضلع کیمبلپور۔
- مجاہد ملت مولانا غلام رسول صاحب سعیدی صدر مدرس دارالعلوم جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور۔
- فاضل نوجوان مولانا عطا محمد صاحب قادری
- فاضل شہیر مولانا غلام ربانی صاحب مدرس دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ ہری پور
- بلبلِ ہزارہ مولانا عبدالمالک صاحب خطیب جامع مسجد نور محلہ مفتی آباد، مانسہرہ۔
- محقق بے مثال حضرت العلامہ مولانا گل الرحمان صاحب ضیاء العلوم جامعہ رضویہ سبزی منڈی راولپنڈی۔

حضرت علامہ مولانا محمد اشرف سیالوی مدظلہ شیخ الحدیث دارالعلوم ضیاء شمس الاسلام سیال شریف

مُجرم کو بارگاہِ عدالت میں لائے ہیں!
تکتا ہے بیکسی میں تری راہ لے خبر!

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ

Marfat.com

جنازہ کے ساتھ بلند آواز سے ذکر!

اعلیحضرت قدس سرہٗ سے سوال کیا گیا کہ جنازے کے آگے بلند آواز سے ذکر کرنا، مولود شریف پڑھنا جائز ہے یا مکروہ بعض کتب فقہ میں اسے مکروہ تحریمی اور بعض نے یہی لکھا ہے اعلیحضرت قدس سرہٗ کے جواب کا خلاصہ درج ذیل ہے:۔

اللہ عزوجل کا ذکر اصل مقصود اور تمام عبادات کی جان ہے "اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ" (میری یاد کیلئے ہمیشہ نماز ادا کرو) یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ (بندگانِ خدا کھڑے بیٹھے اور لیٹے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں) وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ (تم اللہ تعالیٰ کا ذکر بکثرت کیا کرو تاکہ کامیاب ہو جاؤ) حدیث شریف میں ہے اَکْثِرُوْا ذِکْرَ اللّٰہِ حَتّٰی یَقُوْلُوْا اِنَّہٗ مَجْنُوْنٌ (اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کیا کرو حتیٰ کہ لوگ کہیں یہ پاگل ہے) ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:۔ کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یذکر اللہ تعالیٰ علی کل احیانہ (رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے اس حدیث کو امام مسلم، احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ نے روایت کیا اور امام بخاری نے تعلیقاً ذکر کیا) اللہ تعالیٰ کے ذکر سے کونسی چیز بہتر ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے "ولذکر اللہ اکبر" (اللہ تعالیٰ کا ذکر سب سے بڑا ہے) یہ صحیح ہے کہ کتب حنفیہ میں جنازے کے ساتھ ذکر جہر کو مکروہ لکھا ہے لیکن تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ کراہت کا حکم کچھ عوارض غیر لازمہ کیوجہ سے ہے جیسا کہ علامہ خیر الدین رملی استاذ صاحب درمختار وغیرہ محققین نے تحقیق فرمائی ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ ذکر بالجہر سے ہمراہیوں کی توجہ یاد موت سے ہٹ جائیگی حالانکہ اس وقت آدمی کو موت کے خیال میں مستغرق ہونا چاہیئے اسی بنا پر فقہائے کرام نے کراہت کا حکم فرمایا انصاف کیجیئے تو یہ حکم اس زمانِ خیر کے لئے تھا جب جنازے کے ساتھ چلنے والے کو یہ پتہ نہ چلتا کہ ہمارے داہنے ہاتھ پر کون ہے ہر شخص اپنی فکر میں مشغول ہوتا کہ یہ وقت اپنے لئے بھی آنا ہے اور پھر اس وقت کیا ہوگا؟ کیسے گذرے گی؟ اپنے اعمال کی حالت کیا ہے؟ گویا ہر شخص اس کو اپنا ہی جنازہ جانتا بلاشبہ جنازہ کے ساتھ چلتے وقت مناسب یہی حالت ہے اور اس حالت کے مناسب وہی کلیۃً خاموشی کہ سانس کے سوا اصلاً آواز نہ ہو جب زمانہ بدلا اور صدر اوّل کا سا خوف عام

Marfat.com

مسلمانوں میں نہ رہا بہت سے لوگوں کیلئے یکسر خاموشی خیال کی پریشانی کا باعث بنی اطبائے قلوب نے زبان سے آہستہ ذکر کا اضافہ فرمایا کہ :- ان ارادان یذکراللہ تعالیٰ یذکرہ فی نفسہ (اگر ذکرِ خدا کرنا چاہے تو آہستہ کرے) اس میں حکمت یہ تھی کہ خاموشی فی نفسہ تو امر مطلوب نہیں محض خاموشی سے ذکرِ خیر یقیناً بہتر ہے لہٰذا ارشاد ہوا ان لایزال لسانک رطبا من ذکراللہ (تیری زبان ذکرِ الٰہی سے تر رہنی چاہیئے) پہلی شریعتوں میں خاموشی کا روزہ رکھا جاتا تھا ہماری شریعت مبارکہ نے اسے منسوخ فرمادیا مجوسیوں کے ہاں کھانیکے وقت خاموشی ضروری ہے ہماری شریعت میں مکروہ اور اس سے احتراز لازم ہے یہاں ایک وجہ سے خاموشی مطلوب تھی کہ زبان کے عمل کیوجہ سے توجہ منقسم نہ ہو آہستہ ذکر کرنیکا حکم اس لئے دیا کہ دوسرے لوگ یادِ موت میں مصروف رہیں انکا خیال کہیں منتشر نہ ہو اب دیکھا کہ زمانہ بدلا اور اکثر لوگ غالباً ایسے ہی رہ گئے کہ جنازہ کے وقت اور دفن کے وقت اور قبروں پر بیٹھ کر فضول اور بے فائدہ باتوں دنیاوی تذکروں بلکہ ہنسی مزاح میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ النادر متثنیٰ ولایفرد بحکم (نادر متثنیٰ ہوتا ہے اسکا الگ حکم بیان نہیں کیا جاتا جیسے کہ فتح القدیر شامی وغیرہ میں ہے) ایسے لوگوں کو ذکر خدا و رسول جل وعلا و صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کیطرف مشغول کرنا عین صواب وکارِ ثواب ہے اسی لئے اطبائے روحانی نے بلند آواز سے ذکر کی اجازت دیدی کہ اسطرح ذکرِ خدا دل میں زیادہ اترتا ہے وسوسے دور ہوتے ہیں فکر کرنے والوں کی زبانوں اور سننے والوں کے کانوں کو مشغول کرتا ہے اور غافلوں کو لغویات سے روک کر ذکر کرنے اور اسکے سننے کیطرف بلاتا ہے یہ سمجھ لینا کہ مسلمان ایسے ہو گئے ہیں کہ باوجود بار بار توجہ دلانے کے متاثر نہیں ہونگے جہالت اور بدگمانی ہے۔ جنازہ کے ساتھ ذکر بالجہر کے متعلق اختلاف ہے کہ مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی ان میں سے کس کو ترجیح ہے اس میں بھی اختلاف ہے، قنیہ میں کراہتِ تنزیہ کو ترجیح دی اور اسی پر فتاوی تمہ میں جزم فرمایا اور یہی تجرید و مجتبیٰ و حاوی و بحر الرائق وغیرہا کے لفظ ینبغی کا مفاد ہے اور ترکِ اولیٰ اصلاً گناہ نہیں جیسے کہ علماء نے اس پر تصریح کی اور ہم نے رسالہ "جمل مجلیہ" میں اسکی تحقیق کی ہے اور عوام کو اللہ عزوجل کے ایسے ذکر سے منع کرنا جو شرعاً گناہ نہ ہو محض بدخواہی عام مسلمین ہے اس کا ارتکاب وہی شخص کریگا جو مقاصدِ شرع سے جاہل و ناواقف ہو یا مسلمانوں میں اختلاف ڈالکر اپنی رفعت و شہرت چاہتا ہو بلکہ ائمہ ناصحین تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ ایسے ناپسندیدہ امر سے منع کرنا ضروری ہے جو بالاجماع حرام ہو بلکہ تصریحیں فرمائیں کہ عوام اگر کسی طرح یادِ خدا میں مشغول ہوں ہرگز منع نہ کیئے جائیں اگرچہ وہ طریقہ اپنے مذہب میں حرام ہو۔ مثلاً سورج نکلتے وقت نماز حرام ہے اور عوام پڑھتے ہوں تو انہیں روکا نہ جائے کیونکہ کسیطرح وہ خدا کا نام تو لیں اگرچہ کسی دوسرے مذہب پر اسکی صحت ہو سکے جیسے کہ درمختار اور حدیقہ الندیہ میں ہے۔ امام علامہ ناصح الامہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی جنہیں علامہ طحطاوی جیسا فقیہ جلیل العارف باللہ

سیدی عبدالغنی النابلسی کے لقب سے یاد کرتے ہیں (الطحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۵۲) کی کتاب مستطاب الحدیقۃ الندیہ فی شرح الطریقۃ المحمدیہ ج ۲ ص ۲۰۲
مصری سے اعلیحضرت ایک طویل عبارت نقل فرما کر فرماتے ہیں اس کلام میں امام جلیل رحمہ اللہ تعالیٰ کا خلاصۂ ارشادات چند افادات ہیں (۱) سلف صالح کی حالت
جنازہ میں یہ ہوتی کہ ناواقف کو معلوم نہ ہوتا کہ ان میں اہل میت کون ہے اور باقی ہمراہ کون ہے سب ایک سے مغموم و محزون نظر آتے اور
اب حال یہ ہے کہ جنازے میں دنیا دی باتوں میں مشغول ہوتے ہیں موت سے انہیں کوئی عبرت نہیں ہوتی انکے دل اس سے غافل ہیں کہ میت
پر کیا گذری فرماتے ہیں بلکہ میں نے جنازے میں لوگوں کو ہنستے دیکھا تو ایسی حالت میں ذکر جہر کرنا اور تعظیم خدا و رسول جل و علا و صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کا بلند آواز سے اظہار عین نصیحت ہے کہ انکے دلوں کے زنگ چھوٹیں اور غفلت سے بیدار ہوں (۲) نیز ذکر جہر میں
میت کو تلقین ذکر کا فائدہ کہ وہ سن سن کر سوالات نکیرین کے جواب کیلئے تیار ہو (۳) سیدی علی خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا
کہ شارع علیہ السلام کیطرف سے مسلمانوں کو ذکر خدا و رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اذن عام ہے لہٰذا جبتک کسی خاص
صورت کی ممانعت میں کوئی نص یا اجماع نہ ہو تو انکار مناسب نہیں (۴) نیز انہی امام عارف نے فرمایا الٰہی جو اس سے منع کرے
اس کا دل کسقدر سخت اندھا ہے جنازے کے ساتھ ذکر خدا و رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بند کرنے کی تو یہ کوشش
اور بھنگ بکتی دیکھیں تو بیچنے والے سے اتنا نہ کہیں کہ یہ تجھ پر حرام ہے فرماتے ہیں بلکہ میں نے انہی ذکر جہر سے منع کرنیوالوں میں سے
ایک کو دیکھا کہ اسے تو منع کرتا ہے اور خود اپنی امامت کی تنخواہ بھنگ فروش کے حرام مال سے لیتا ہے ع بابا شراب خورد و باز اید نماز کرد
(۵) امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی فرماتے ہیں اکابر کرام کے یہاں عہد ہے جو اچھی بات مسلمانوں نے
نئی نکالی ہو اس سے منع نہ کریں گے خصوصاً جب وہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تعلق رکھتی ہو جیسے جنازے
کے ساتھ قرآن مجید یا کلمہ شریف یا اور ذکر خدا و رسول کرنا جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (۶) نیز امام ممدوح فرماتے
ہیں جو اسے ناجائز کہے اسے شریعت کی سمجھ نہیں (۷) نیز فرماتے ہیں ہر وہ بات کہ زمان برکت توامان حضور پر نور
سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نہ تھی مذموم نہیں ہوتی (یعنی سلب کلی درست نہیں) ورنہ اسکا دروازہ کھلے تو ائمہ
مجتہدین نے جتنی نیک باتیں نکالیں ان کے وہ سب اقوال مردود ہو جائیں (۸) فرماتے ہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے ارشاد سے کہ (جو شخص دین اسلام میں نیک بات نکالے اسے اسکا اجر ملے اور قیامت تک جتنے
لوگ اس نیک بات کو بجا لائیں سب کا ثواب اس ایجاد کنندہ کے نامۂ اعمال میں لکھا جائے) علمائے امت کیلئے اس کا
دروازہ کھول دیا کہ نیک طریقے ایجاد کر کے جاری کریں اور انہیں شریعت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملحق کریں یعنی
جب حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عام اجازت فرمائی ہے تو جو نیک بات نئی پیدا ہو گی وہ نئی نہیں بلکہ
حضور کے اس اذن عام سے حضور ہی کی شریعت ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (۹) فرماتے ہیں کہ شرع مطہر

Marfat.com

میں اس سے ممانعت نہ آنا ہی اسکے جواز کی دلیل ہے اگر جنازے کے ساتھ ذکر الٰہی منع ہوتا تو کم از کم ایک حدیث تو اسکی ممانعت میں آتی جیسے رکوع میں قرآن مجید پڑھنا منع ہے تو اسکی ممانعت کی حدیث موجود ہے تو جس چیز سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا وہ کبھی ہمارے زمانے میں منع نہیں ہوسکتی۔ (۱۰) نتیجہ یہ نکلا کہ اگر جنازے کے تمام ہمراہی بلند آواز سے کلمۂ طیبہ وغیرہا ذکر خدا و رسول عزّ و علا و صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کرتے چلیں تو کچھ اعتراض نہیں بلکہ اسکا کرنا نہ کرنے سے افضل ہے (فتاویٰ رضویہ ج۴ ص۱۳۵ و ص۱۸۲ ملخصاً)

دیارِ مصر کے مفتی حضرت العلامہ شیخ عبد القادر رافعی فاروقی حنفی "رد المحتار" المعروف بہ شامی کے حاشیہ تحریر المختار ج۱ ص۱۲۳ میں فرماتے ہیں:-

ونقل عن السیّد الطاهر الاهدل انه قال السنة وان كانت هنا السكوت لكن قد اعتاد الناس كثرة الصلوٰة على النبی صلّی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم ورفع اصواتهم بذالك وهم ان منعوا ابت نفوسهم عن السكوت والتفكر فيقعون فی كلام دنيوی وربما وقعوا فی غيبة وانكار المنكر اذا افضیٰ الی ما هو اعظم منكرا كان تركه احب ارتكابا لاخف المفسدتين كما هو القاعدة الشرعية انتهی ملخصاً اھ

(سیّد طاہر اہدل سے منقول ہے کہ اس جگہ (جنازہ کے ساتھ چلتے ہوئے) اگرچہ خاموشی مسنون ہے لیکن (آجکل) لوگ بلند آواز سے درود شریف پڑھنے کے عادی ہیں انہیں اگر منع کیا جائے تو وہ خاموش ہو کر غور و فکر (یادِ موت) کیلئے تیار نہیں ہوں گے بلکہ دنیا کی باتوں میں مصروف ہوجائیں گے اور اکثر کسی کی غیبت میں مبتلا ہوجائیں گے اور قاعدہ شرعیہ یہ ہے کہ جب کسی (فی نفسہ) ناپسندیدہ چیز کے منع کرنے سے بڑی خرابی لازم آرہی ہو تو اس سے منع نہ کرنا بہتر ہے تاکہ نسبتاً کم خرابی کا ارتکاب ہو۔)

یعنی خاموشی سے غور و فکر کرنا اگرچہ ذکر بالجہر سے بہتر ہے لیکن آجکل کے ماحول میں لوگ دنیاوی اور بے فائدہ باتوں غیبت، جھوٹ، ہنسی مزاح میں مشغول ہوجاتے ہیں اس سے اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب مکرّم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر یقیناً بہتر اور مفید ہوگا اللہ تعالیٰ راہِ ہدایت و استقامت عطا فرمائے

شرف لاہوری

Marfat.com

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہٗ العزیز

کے زیرِ سایہ

مکتبہ قادریہ

○ قرآن پاک، تفاسیر، کتبِ حدیث اور علماء اہل سنّت کی تصانیف کا مرکز۔

○ تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان کے کورس کے مطابق طالبات کا نصاب طلب کریں۔

○ مکتبہ قادریہ، جامعہ نظامیہ رضویہ کی درسی اور غیر درسی کتب۔

○ بریلی شریف کی پانچ تعویذات والی انگوٹھیاں اور دیگر تعویذات حاصل کریں۔

مکتبہ قادریہ ◎ **داتا دربار مارکیٹ** (نزد دستا ہوٹل) **لاہور**

Marfat.com

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہٗ العزیز
کے زیرِ سایہ

مکتبہ قادریہ

- قرآن پاک، تفاسیر، کتبِ حدیث اور علماء اہل سنّت کی تصانیف کا مرکز۔
- تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان کے کورس کے مطابق طالبات کا نصاب طلب کریں۔
- مکتبہ قادریہ، جامعہ نظامیہ رضویہ کی درسی اور غیر درسی کتب۔
- بریلی شریف کی پانچ تعویذات والی انگوٹھیاں اور دیگر تعویذات حاصل کریں۔

مکتبہ قادریہ ◎ داتا دربار مارکیٹ نزد دستا ہوٹل، لاہور

Marfat.com